بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 73

شمارہ 28

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر
منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

04 محرّم 46-1445 ہجری قمری • 11 /وفا 1403 ہجری شمسی • 11 جولائی 2024ء

ارشاد باری تعالیٰ

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا وَزِیۡنَتَہَا نُوَفِّ اِلَیۡہِمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فِیۡہَا وَہُمۡ فِیۡہَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ﴿۱۵﴾

(سورہ ہود، آیت 16)

ترجمہ : جو کوئی دُنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہے ہم ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ اُنہیں اِسی (دُنیا) میں دے دیں گے اور اس میں ان کی کوئی حق تلفی نہیں کی جائے گی۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 05/جولائی 2024 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 16 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

نماز انسان کا تعویذ ہے، پانچ وقت دعا کا موقع ملتا ہے
کوئی دعا تو سنی جائیگی، اسلئے نماز کو بہت سنوار کر پڑھنا چاہئے اور مجھے یہی بہت عزیز ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

● رحمانیت کا مظہر تام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کیونکہ محمدؐ کے معنے ہیں بہت تعریف کیا گیا اور رحمان کے معنے ہیں بلا مُزد، بن مانگے بلا تفریق مومن و کافر دینے والا اور یہ صاف بات ہے کہ جو بن مانگے دے گا اس کی تعریف ضرور کی جاوے گی۔ پس محمدؐ میں رحمانیت کی تجلّی تھی اور اسم احمد میں رحیمیت کا ظہور تھا کیونکہ رحیم کے معنے ہیں محنتوں اور کوششوں کو ضائع نہ کرنے والا اور احمد کے معنے ہیں تعریف کرنیوالا اور یہ بھی عام بات ہے کہ وہ شخص جو کسی کا عمدہ کام کرتا ہے وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اسکی محنت پر ایک بدلہ دیتا ہے اور اسکی تعریف کرتا ہے۔ اس لحاظ سے احمد میں رحیمیت کا ظہور ہے۔ پس اللہ محمد (رحمٰن) احمد (رحیم) ہے۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ان دو عظیم الشان صفات رحمانیت اور رحیمیت کے مظہر تھے۔“

● دنیا ایک ریل گاڑی ہے اور ہم سب کو عمر کے ٹکٹ دیئے گئے ہیں جہاں جہاں کسی کا سٹیشن آتا جاتا ہے اس کو اُتار دیا جاتا ہے یعنی وہ مرجاتا ہے پھر انسان کس زندگی پر خیالی پلاؤ پکاتا اور لمبی امیدیں باندھتا ہے۔

● نماز انسان کا تعویذ ہے۔ پانچ وقت دعا کا موقع ملتا ہے۔ کوئی دعا تو سنی جائیگی۔ اس لیے نماز کو بہت سنوار کر پڑھنا چاہیے اور مجھے یہی بہت عزیز ہے۔

● سورۃ فاتحہ کی سات آیتیں اسی واسطے رکھی ہیں کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں۔ پس ہر ایک آیت گویا ایک دروازہ سے بچاتی ہے۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 20، ایڈیشن 2018، قادیان)

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے روحانی فائدہ اور ان کی ایمانی حفاظت کیلئے بنایا گیا تھا وہ وہی ہے جو مکّہ میں ہے
اس میں ہر قسم کی برکتیں جمع کر دی گئی ہیں اور تمام دنیا کے لوگوں کیلئے اس میں فضل اور رحمت کے سامان اکٹھے کر دیئے گئے ہیں

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کو اَلۡبَیۡتُ الۡعَتِیۡق قرار دیکر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ نہیں بنایا بلکہ وہ پہلے سے بنا ہوا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر صرف پہلے نشانوں پر اس کی دوبارہ تعمیر کی تھی۔ چنانچہ حضرت حاجرہؓ اور حضرت اسمٰعیلؑ کو چھوڑتے وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور جو دُعا کی اُس میں بھی یہ الفاظ آتے ہیں کہ رَبَّنَاۤ اِنِّیۡۤ اَسۡکَنۡتُ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ بِوَادٍ غَیۡرِ ذِیۡ زَرۡعٍ عِنۡدَ بَیۡتِکَ الۡمُحَرَّمِ (ابراہیم 18 رکوع 6) کہ اے میرے رب میں اپنی اولاد کو تیرے مقدس گھر کے قریب اس وادی میں چھوڑ چلا ہوں جہاں نہ کھانے کیلئے کوئی دانہ ہے اور نہ پینے کیلئے کوئی چشمہ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے بھی پہلے تعمیر ہو چکا تھا۔ اسی مضمون کی طرف اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بھی اشارہ فرمایا ہے کہ اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّہُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ﴿آل عمران: رکوع 10﴾ یعنی سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے روحانی فائدہ اور ان کی ایمانی حفاظت کیلئے بنایا گیا تھا وہ وہی ہے جو مکّہ میں ہے۔ اس میں ہر قسم کی برکتیں جمع کر دی گئی ہیں اور تمام دنیا کے لوگوں کیلئے اس میں فضل اور رحمت کے سامان اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ اس آیت میں وُضِعَ لِلنَّاسِ کے الفاظ اس پیشگوئی کے بھی حامل تھے کہ اس گھر کے ذریعہ وہ لوگ جو متفرق ہو چکے ہونگے پھر اکٹھے کر دیئے جائیں گے یعنی عالمگیر مذہب کا اس کے ساتھ تعلق ہوگا۔ اور ساری دنیا کو جمع کرنے کا یہ گھر ایک ذریعہ ہوگا چنانچہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے مختلف اقوامِ عالم کو ایک ہاتھ پر جمع کر دیا اور اسی طرح کعبہ تمام متفرق لوگوں کو اکٹھا کرنے کا ذریعہ بن گیا............

بہرحال بیت اللہ ایک نہایت ہی پُرانا مقام ہے اور تاریخ بھی اس کے قدیم ہونے کی شہادت دیتی ہے۔ چنانچہ سر ولیم میور ”لائف آف محمدؐ“ میں لکھتے ہیں کہ مکّہ کے مذہب کے بڑے اصولوں کو ایک نہایت ہی قدیم زمانے کی طرف منسوب کرنا پڑتا ہے گو ہیروڈوٹس مشہور یونانی جغرافیہ نویس نے نام لیکر کعبہ کا ذکر نہیں کیا مگر وہ عربوں کے بڑے دیوتاؤں میں سے ایک دیوتا اِلالات کا ذکر کرتا ہے (یعنی خداؤں کا خدا) اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مکّہ میں ایک ایسی ہستی کی پرستش کی جاتی تھی جسے بڑے بڑے بتوں کا بھی خدا مانا جاتا تھا۔

پھر لکھا ہے کہ مؤرخ ڈایوڈورس سکولس جو مسیحی سنہ سے پچاس سال پہلے گذرا ہے وہ بھی لکھتا ہے کہ عرب کا وہ حصّہ جو بحیرۂ احمر کے کنارے پر ہے اُس میں ایک معبد ہے جس کی عرب بڑی عزت کرتے ہیں۔

(دیباچہ لائف آف محمدؐ c.11/103)

پھر لکھتا ہے کہ قدیم تاریخوں سے پتہ نہیں چلتا کہ یہ بنا کب ہے۔ یعنی یہ اتنا پُرانا ہے کہ اس کے وجود کا تو ذکر آتا ہے مگر اس کی بناء کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ بالکل اَلۡبَیۡتُ الۡعَتِیۡق کا ہی مفہوم ہے جو دوسرے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔

پھر لکھتا ہے کہ بعض تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ عمالقہ نے اسے دوبارہ بنایا تھا۔ اور کچھ عرصہ تک اُن کے پاس رہا اور تورات سے پتہ چلتا ہے کہ عمالقہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تباہ ہوئے تھے (خروج باب ۱۷ آیت ۸ تا ۱۶ و گنتی باب ۲۴ آیت ۲۰) گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ سے بھی بہت پہلے عمالقہ اس پر قابض رہ چکے تھے اور وہ بھی اس کے بانی نہ

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جو کفّارہ کی استطاعت نہ رکھتا ہو

(2600) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں ہلاک ہوگیا۔ آپؐ نے پوچھا: کیوں؟ اُس نے کہا: میں رمضان میں اپنی بیوی سے مباشرت کر بیٹھا۔ آپؐ نے فرمایا: ایک گردن آزاد کرنے کی طاقت رکھتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: کیا دو ماہ لگاتار روزے رکھنے کی طاقت ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: آیا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے کہا: نہیں۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے کہ اتنے میں ایک انصاری شخص کھجور کا ایک ٹوکرا لایا اور عرق یعنی یہ ٹوکرا پندرہ صاع کا ہوتا ہے۔ اس میں کھجوریں تھیں۔ آپؐ نے فرمایا: اسے لے جاؤ اور اسے صدقہ میں دے دو۔ اس نے پوچھا: یا رسول اللہ! جو ہم سے زیادہ محتاج ہو اُس کو دوں؟ اُسی ذات کی قسم جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ بھیجا ہے، مدینہ کے دونوں پتھریلے کناروں کے درمیان کوئی گھر والے ہم سے بڑھ کر محتاج نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: جاؤ اپنے گھر والوں کو ہی کھلاؤ۔ (بخاری کتاب الھبہ)

......☆......☆......

اس شمارہ میں

- خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور 21/جون 2024 (مکمل متن)
- سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
- حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے بصیرت افروز جوابات
- سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
- واقفینِ نو خدام امریکہ کی حضور انور سے ملاقات
- جنازہ حاضر و غائب۔ وصایا، نظم، اعلانِ نکاح
- خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بطرز سوال و جواب
- خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

روح القدس کامل مومنوں کو تائید کے لیے دائمی طور پر عطا کیا جاتا ہے اور اُن سے الگ نہیں ہوتا*

ہم قرآن کریم میں ایک بھی آیت ایسی نہیں پاتے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہو کہ فرشتے اپنے مقامات کو
کسی وقت چھوڑ دیتے ہیں بلکہ قرآن کریم اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ ان مقامات کو جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں
قائم کیا ہے نہیں چھوڑتے اور اس کے باوجود وہ زمین پر اترتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے زمین والوں سے ملاقات کرتے ہیں *

اللہ تعالیٰ ان کے لیے زمین میں ان کے اصلی وجودوں کے علاوہ نئے وجود اپنی لطیف اور محیط قدرت سے پیدا کر دیتا ہے
اور اس کے ساتھ ہی آسمانوں میں بھی ان کے اجسام ہوتے ہیں اور وہ ان سماوی اجسام سے علیحدہ نہیں ہوتے اور اپنے مقامات سے نہیں ہٹتے*

وفات شدگان کی طرف سے صدقہ وخیرات کرنا اور دینی مالی تحریکات میں ان کی طرف سے حصہ لینا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے
لہٰذا وفات یافتگان کی طرف سے بعض نیکیاں بجالانے پر وفات کے بعد بھی ان فوت شدہ لوگوں کو ثواب پہنچ جاتا ہے*

——((حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز))——

جب انسان مرجاتا ہے تو تین چیزوں کے علاوہ اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے
ایک صدقہ جاریہ، دوسرا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں، اور تیسرا نیک بخت اولاد جو اس کے لیے دعا کرے*

——((حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم))——

میّت کو صدقہ خیرات جو اس کی خاطر دیا جاوے پہنچ جاتا ہے لیکن قرآن شریف کا پڑھ کر پہنچانا
حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے ثابت نہیں ہے، اس کی بجائے دعا ہے جو میّت کے حق میں کرنی چاہئے*

——((حضرت مسیح موعود علیہ السلام))——

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات پر 42 سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر میں ہر قربانی کے موقع پر
آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں اور ہر سال آپ کی طرف سے تحریک جدید کا چندہ دیتا ہوں تا کہ آپ کی رُوح کو بھی اس کا ثواب پہنچے*

——((حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ))——

کسی مرنیوالے کی وہ نیکیاں جنکا تعلق حقوق العباد سے ہے انکی ادائیگی جاری رکھی جاسکتی ہے، وہ نیکیاں جنکا تعلق حقوق اللہ سے ہے وہ منقطع ہو جاتی ہیں،
جو شخص خدمت خلق کرتا کرتا فوت ہو جائے اور اس کی تمنائیں آگے بڑھی ہوں اور موت اسے قطع کر دے، ان کو جاری کرنا یہ سنت ابرار ہے،
یہ ثابت ہے کہ ان کی نیکیوں کا فائدہ ان کو پہنچے گا اور بعض دفعہ ان کی اطلاع بھی اللہ تعالیٰ ان کو دیتا ہے*

——((حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ))——

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ : سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط 74)

سوال: پاکستان سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیف آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے کہ ”ملائکہ آسمان میں اپنا مقررہ مقام نہیں چھوڑتے۔“ جبکہ احادیث مبارکہ میں صبح شام ملائکہ کے زمین پر نزول کا ذکر ہے۔ اس اشکال کو کیسے رفع کیا جائے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 10 ؍جنوری 2023ء میں اس سوال کے جواب میں درج ذیل ارشادات فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

جواب: ملائکہ کے آسمان پر اپنا مقررہ مقام نہ چھوڑنے اور اس کے ساتھ ساتھ ملائکہ کے زمین پر نزول کرنے اور خدا تعالیٰ کے بندوں کو نیکی کی تحریک کرنے کے مسئلہ کی وضاحت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف تصانیف میں بیان فرمائی ہے۔ آئینہ کمالات اسلام جس کے حوالہ سے آپ نے سوال کیا ہے، اس میں بھی حضور علیہ السلام نے اپنے ہم عصر علماء مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی نذیر حسین دہلوی کے اس عقیدہ کہ ملائکہ اپنے اصلی وجود کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور اپنے اصلی وجود کے ساتھ ہی آسمان پر چڑھتے ہیں کا ردّ کرتے ہوئے اس مسئلہ کو خوب وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ جس میں آپ کے سوال کا جواب بھی موجود ہے، شاید آپ نے اس پر غور نہیں کیا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ اعتراض درحقیقت اُن کے عقیدہ مذکورہ بالا سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو یہ لوگ بموجب آیت وَمَا مِنَّا اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (الصافات: 165) یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت جبرائیل اور عزرائیل یعنی ملک الموت کا مقام آسمان پر مقرر ہے جس مقام سے وہ نہ ایک بالشت نیچے اُتر سکتے ہیں نہ ایک بالشت اُوپر چڑھ سکتے ہیں اور پھر باوجود اس کے اُن کا زمین پر اپنے اصلی وجود کے ساتھ آنا بھی ضروری خیال کرتے ہیں اور ایسا ہی پھر آسمان پر اُن کا اپنے اصلی وجود کے ساتھ چڑھ جانا بھی اپنے زعم میں یقینی اعتقاد رکھتے ہیں اور اگر کوئی اصلی وجود کے ساتھ اترنے یا چڑھنے سے انکار کرے تو وہ اُن کے نزدیک کافر ہے ان عجیب مسلمانوں کے عقیدہ کو یہ بلا لازم پڑی ہوئی ہے کہ وہ اعتدالی نظام جس کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں یعنی بدقرین کے مقابل پر نیک قرین کا دائمی طور پر انسان کے ساتھ رہنا ایسے اعتقاد سے بالکل درہم برہم ہو جاتا ہے اور صرف شیطان ہی دائمی مصاحب انسان کا رہ جاتا ہے کیونکہ اگر فرشتہ روح القدس کسی پر مسافر کی طرح نازل بھی ہوا تو بموجب ان کے عقیدہ کے ایک دم یا کسی اور بہت تھوڑے عرصہ کے لیے آیا اور پھر اپنے اصلی وطن آسمان کی طرف پرواز کر گیا اور انسان کو گو وہ کیسا ہی نیک ہو شیطان کی صحبت میں چھوڑ گیا۔ کیا یہ ایسا اعتقاد نہیں جس سے اِسلام کو سخت دھبہ لگے کیا خداوند کریم ورحیم کی نسبت یہ تجویز کرنا جائز ہے کہ وہ انسان کی تباہی کو بہ نسبت اُس کے ہدایت پانے کے زیادہ چاہتا ہے نعوذ باللہ ہرگز نہیں نابینا آدمی قرآن کریم کی تعلیم کو سمجھتا نہیں اس لئے اپنی نادانی کا الزام اس پر لگا دیتا ہے۔ یہ تمام بلائیں جن سے نکلنا کسی طور سے ان علماء کے لیے ممکن نہیں اسی وجہ سے ان کو پیش آگئیں کہ انہوں نے یہ خیال کیا کہ ملائک اپنے اصلی وجود کے ساتھ زمین پر نازل ہوتے ہیں اور پھر یہ بھی ضروری عقیدہ تھا کہ وہ بلاتوقف آسمان پر چڑھ بھی جاتے ہیں۔ اِن دونوں غلط عقیدوں کے لحاظ سے یہ لوگ اِس شکنجہ میں آگئے کہ اپنے لئے یہ تیسرا عقیدہ بھی تراش لیا کہ بئس القرین کے مقابل پر کوئی ایسا نعم القرین انسان کو نہیں دیا گیا جو ہر وقت اس کے ساتھ ہی رہے۔ پس اِس عقیدہ کے تراشنے سے قرآنی تعلیم پر اُنہوں نے سخت تہمت لگائی اور بداندیش مخالفوں کو حملہ کرنے کا موقعہ دے دیا۔ اگر یہ لوگ اِس بات کو قبول کر لیتے کہ کوئی فرشتہ بذاتِ خود ہرگز نازل نہیں ہوتا بلکہ اپنے ظلّی وجود سے نازل ہوتا ہے جس کے تمثّل کی اس کو طاقت دی گئی ہے جیسا کہ دحیہ کلبی کی

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

بنونضیر کی جانب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی مذموم سازش اور غزوۂ بنونضیر کے اسباب کا تفصیلی بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے یہود کے اس بد ارادے سے بذریعہ وحی اطلاع دے دی اور آپؐ جلدی سے وہاں سے اٹھ آئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت محمد بن مسلمہؓ کو حکم دیا کہ بنونضیر کے یہود کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم ان کے شہر سے نکل جاؤ

سَلَّامُ بن مِشْکَمْ نے حُیَیّ بنِ اَخْطَب سے کہا: بخدا! تُو بھی جانتا ہے اور تیرے ساتھ ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسولؐ ہیں۔ ان کے اوصاف ہمارے ہاں موجود ہیں۔ اگر ہم ان کی اتباع نہ کریں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ان سے حسد کرتے ہیں کیونکہ نبوت بنو ہارون سے نکل چکی ہے۔ آؤ ہم ان کے عطا کردہ امن کو قبول کرلیں

سَلَّامُ بن مِشْکَمْ نے حُیَیّ بنِ اَخْطَب سے کہا: عبداللہ بن اُبَی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ تجھے ہلاکت کے گڑھے میں پھینکنا چاہتا ہے یہاں تک کہ تُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرے۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے گا اور تجھے چھوڑ دے گا

حُیَیّ نے اپنے بھائی جُدَیّ بن اخطب کو ایلچی بنا کر بھیجا کہ جاؤ مسلمانوں کے قائد کو بتا دو کہ ہم یہاں سے نہیں جائیں گے جو کر سکتے ہو کرلو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حَارَبَتِ الْیَهُوْدُ یعنی یہود نے اعلان جنگ کر دیا ہے

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21/جون 2024ء بمطابق 21/احسان 1403 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی بنونضیر جو یہودیوں کا ایک قبیلہ تھا ان کی سازش تھی، اس کا ذکر ہو رہا تھا۔ گذشتہ خطبہ میں مَیں نے بتایا تھا کہ اس کی تفصیل بیان کروں گا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے منصوبے کو ناکام کیا جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا بنایا تھا۔

اس بارے میں لکھا ہے کہ وحی کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سازش کا علم ہوا اور اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ عمرو بن جَحَّاشْ جب چھت کے اوپر پہنچ گیا تا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں کی سازش کی بذریعہ وحی خبر ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اپنی جگہ سے اٹھے اور اپنے ساتھیوں کو وہیں بیٹھا چھوڑ کر اس طرح روانہ ہو گئے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی کام ہے۔ اور آپؐ تیزی سے واپس مدینہ تشریف لے گئے۔ آپؐ کے صحابہؓ یہی سمجھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی حاجت کے لیے تشریف لے گئے ہیں لیکن جب کچھ دیر ہوگئی تو صحابہؓ کو آپؐ کی فکر ہوئی اور وہ آپؐ کی تلاش میں اٹھے۔ راستے میں ان کو مدینہ سے آتا ہوا ایک شخص ملا۔ صحابہؓ نے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا تو اُس نے کہا کہ مَیں نے آپؐ کو مدینہ میں داخل ہوتے دیکھا تھا۔ صحابہؓ فوراً مدینہ آپؐ کے پاس پہنچے۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو بتایا کہ بنونضیر نے کیا سازش کی تھی۔

(سیرت حلبیہ جلد 2 صفحہ 357 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2008ء)

دوسری طرف ابھی یہود آپس میں مشورہ ہی کر رہے تھے کہ ایک یہودی مدینہ سے آیا۔ جب اس نے اپنے ساتھیوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باہم مشاورت کرتے سنا تو اس نے کہا تم کیا کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کر دیں اور آپؐ کے صحابہ کو گرفتار کرلیں۔ اس نے پوچھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں جو قریب ہی دوسری جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھی نے انہیں کہا کہ مَیں نے تو آپؐ کو دیکھا وہ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے۔ اس پر وہ حیران رہ گئے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 318 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1993ء)

ایک اَور سیرت نگار نے اس بارے میں لکھا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واپسی میں کچھ دیر ہوگئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں رکے رہنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حکم آ گیا ہے۔ چنانچہ وہ سب وہاں سے چلنے لگے تو یہود کا سردار

حُیِّی بنِ اَخْطَب کہنے لگا کہ ابوالقاسم نے جلدی کی ہے۔ہم تو کھانے کی تیاری کر رہے تھے اور دیت کے لیے مشاورت کر رہے تھے۔ انہیں کھانا کھلا کر آپ کی ضرورت پوری کرنا چاہتے تھے۔ پھر جب صحابہ کرامؓ مدینہ کی طرف واپس آ رہے تھے تو انہیں ایک آدمی ملا۔ انہوں نے اس سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ اس نے بتایا کہ میری ابھی ابھی آپؐ سے ملاقات ہوئی ہے۔آپؐ مدینہ میں داخل ہو رہے تھے۔ صحابہ کرامؓ وہاں پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپؐ وہاں سے تشریف لے آئے اور ہمیں معلوم ہی نہیں ہوا۔آپؐ نے فرمایا:

هَمَّتِ الْيَهُودُ بِالْغَدْرِ بِيْ، یہود نے میرے ساتھ دھوکے کا ارادہ کیا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی الٰہی کے مطابق جلد تشریف لے گئے۔ صحابہ کرامؓ کو آپؐ نے اس لیے کچھ نہیں بتایا کہ وہ خطرے کی زَد میں نہیں تھے۔ یہود کا اصل ہدف صرف آپؐ کی ذات تھی۔ اس لیے آپؐ مطمئن تھے کہ میرے صحابہؓ نہ صرف محفوظ و مامون رہیں گے بلکہ وہ میری تلاش میں جلدی نکل آئیں گے۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 07 صفحہ 40-41 مکتبہ دارالسلام ریاض 1435ھ)

کہتے ہیں اس وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی کہ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔(المائدة:12)

(سبل الهدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 319 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1993ء)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب ایک قوم نے پختہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ تمہاری طرف اپنے شر کے ہاتھ لمبے کریں گے مگر اس نے تم سے ان کے ہاتھوں کو روک لیا اور اللہ سے ڈرو اور چاہیے کہ اللہ ہی پر مومن توکل کریں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارے میں لکھا ہے کہ ”انہوں نے“ یعنی یہود نے ”بظاہر آپؐ کے تشریف لانے پر خوشی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپؐ تشریف رکھیں۔ہم ابھی اپنے حصہ کا روپیہ ادا کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ آپؐ مع اپنے چند اصحاب کے ایک دیوار کے سایہ میں بیٹھ گئے اور بنونضیر باہم مشورہ کے لئے ایک طرف ہو گئے اور ظاہر یہ کیا کہ ہم روپے کی فراہمی کا انتظام کر رہے ہیں لیکن بجائے روپے کا انتظام کرنے کے انہوں نے یہ مشورہ کیا کہ یہ ایک بہت ہی اچھا موقعہ ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکان کے سایہ میں دیوار کے ساتھ لگے بیٹھے ہیں کوئی شخص دوسری طرف سے مکان پر چڑھ جاوے اور پھر ایک بڑا پتھر آپؐ کے اوپر گرا کر آپؐ کا کام تمام کر دے“ نعوذ باللہ۔ ”یہود میں سے ایک شخص سَلَّامْ بن مِشْكَمْ نے اس تجویز کی مخالفت کی اور کہا کہ یہ ایک غداری کا فعل ہے اور اس عہد کے خلاف ہے جو ہم لوگ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ کر چکے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے نہ مانا اور بالآخر عَمرو بن جَحَّاش نامی ایک یہودی ایک بہت بھاری پتھر لے کر مکان کے اوپر چڑھ گیا اور قریب تھا کہ وہ اس پتھر کو اوپر سے لڑھکا دیتا۔ مگر روایت آتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے یہود کے اس بدارادے سے بذریعہ وحی اطلاع دے دی اور آپؐ جلدی سے وہاں سے اٹھ آئے اور ایسی جلدی میں اٹھے کہ آپؐ کے اصحاب نے بھی اور یہود نے بھی یہ سمجھا کہ شاید آپؐ کسی حاجت کے خیال سے اٹھ گئے ہیں۔ چنانچہ وہ اطمینان کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپؐ کا انتظار کرتے رہے لیکن آپؐ وہاں سے اٹھ کر سیدھے مدینہ میں تشریف لے آئے۔ صحابہ نے تھوڑی دیر آپؐ کا انتظار کیا لیکن جب آپؐ واپس تشریف نہ لائے تو وہ گھبرا کر اپنی جگہ سے اٹھے اور آپؐ کو اِدھر اُدھر تلاش کرتے ہوئے بالآخر خود بھی مدینہ پہنچ گئے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو یہود کی اس خطرناک سازش کی اطلاع دی۔“

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 523)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانے کے بعد کی تفصیل میں یہودیوں کے رویے کے بارے میں لکھا ہے کہ یہود اپنے کیے پر بہت شرمندہ تھے۔ ایک یہودی کِنَانَہ بن صُوَيْرَاء یا صُوْرِیَّا نے کہا۔ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے کیوں اٹھ کر چلے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا اللہ کی قسم! ہمیں تو معلوم نہیں تمہیں کچھ پتہ ہے تو بتا دو۔ اس نے کہا تورات کی قسم بلاشبہ مَیں جانتا ہوں کہ محمد کو خبر کر دی گئی ہے جو تم نے اس کے ساتھ دھوکے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ تم اب مزید اپنے آپ کو دھوکے میں نہ رکھو۔ اللہ کی قسم! بلاشبہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اٹھے بھی اس لیے ہیں کہ انہیں بذریعہ وحی بتا دیا گیا ہے کہ تم دھوکا دہیوں سے کام لینا چاہتے تھے۔ یقیناً وہ آخری نبی ہیں۔ تم چاہتے تھے کہ آخری پیغمبر ہارونؑ کی نسل سے آئے لیکن اللہ تعالیٰ نے جہاں سے چاہا انہیں مبعوث فرمایا۔ بلاشبہ ہماری کتابیں جنہیں ہم تورات میں پڑھتے ہیں وہ تبدیل نہیں ہوئیں۔ ان میں یہ لکھا ہوا ہے کہ اس نبی کی پیدائش مکہ میں ہوگی اور وہ یثرب یعنی مدینہ میں ہجرت کرے گا۔ اس کی جو صفات ہماری کتاب تورات میں بیان کی گئی ہیں صرف اور صرف ان پر صادق آتی ہیں۔ مَیں دیکھ رہا ہوں کہ تمہیں خون خرابے کے سِوا کچھ نہیں ملے گا۔ تم اپنے اموال، جائیدادیں اور بچے روتے بلکتے چھوڑ جاؤ گے۔ اگر تم میری بات مان لو تو تمہارا شرف و وقار باقی رہے گا میری دو باتیں مان لو ورنہ تیسری بات میں بھلائی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ پہلی بات یہ کہ تم اسلام قبول کر کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی بن جاؤ گے تو تمہارے اموال اور تمہاری اولاد محفوظ رہے گی اور تم لوگ ان کے اونچے مقام والے ساتھیوں میں سے بن جاؤ گے اور اپنے گھروں سے نکالے نہیں جاؤ گے۔ یہود نے کِنَانَہ بن صُوْرِیَّا کی بات کا یہ جواب دیا کہ ہم تورات اور عہد موسیٰ کو نہیں چھوڑیں گے۔ کِنَانَہ نے کہا دوسری بات یہ ہے کہ تم لوگ انتظار کرو۔ عنقریب وہ تمہیں حکم دے گا کہ تم میرے شہر سے نکل جاؤ۔ اس پر تم لوگ کہنا ہاں۔ پھر وہ تمہارے خون اور تمہارے مال اپنے لیے حلال نہیں بنائے گا اور تمہارے مال اور جائیدادیں تمہارے لیے چھوڑ دے گا۔ چاہو تو بیچ دو اور چاہو تو اپنے پاس رکھ لو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم اس کے لیے تیار ہیں۔ سَلَّامْ بن مِشْكَمْ نے کہا تم لوگوں نے جو کہا مَیں مجبور ہو کر تمہارے ساتھ اس میں شریک ہوا۔ وہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اب ہمیں پیغام بھیجنے والا ہے کہ تم اس علاقے سے نکل جاؤ۔ اے حُیَی! اس کی بات کے سامنے پس و پیش نہ کرنا۔ اس سردار کو کہا۔ اور خوشی سے جلاوطنی قبول کر لینا اور اس کے شہر سے نکل جانا۔ اس پر حُیَیّ نے کہا کہ مَیں ایسا ہی کروں گا اور اس جگہ سے چلا جاؤں گا۔

(سبل الهدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 319 دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1993ء)

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 42-43 مکتبہ دارالسلام ریاض 1435ھ)

مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سازشوں کے متعلق کیا کارروائی فرمائی؟

اِس بارے میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کی جلاوطنی کا حکم فرمایا لیکن انہوں نے فیصلہ ماننے سے انکار کیا۔ گو شروع میں یہی لکھا ہے لیکن بعد میں ان کا ارادہ بدل گیا اور انہوں نے مقابلے کی ٹھانی۔ اس کی مزید تفصیل اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ پہنچنے کے بعد حضرت محمد بن مسلمہؓ کو بلا بھیجا۔ وہ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ بنونضیر کے یہود کے پاس جاؤ اور ان سے کہنا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم ان کے شہر سے نکل جاؤ۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 42-43 مکتبہ دارالسلام ریاض 1435ھ)

محمد بن مسلمہؓ بنونضیر کے پاس پہنچ کر کہنے لگے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری طرف ایک پیغام دے کر بھیجا ہے لیکن وہ سنانے سے پہلے مَیں تمہیں ایک بات یاد دلاتا ہوں جس کا تم سب کو علم ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کون سی بات ہے؟ محمد بن مسلمہؓ نے کہا تمہیں تورات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا۔ تمہیں یاد ہوگا کہ قبل از اسلام مَیں ایک روز تورات لے کر آیا اور تمہارے سامنے پیش کی۔ تم نے کہا کھانا کھانا چاہتے ہو تو کھلائیں گے۔ یہودی بننا چاہتے ہو تمہیں یہودی بنا دیں گے۔ مَیں نے کہا تھا کہ اگر کھانا کھلاؤ گے تو کھا لوں گا۔ یہودی بننے کے لیے کہو گے تو یہ ناممکن ہے۔ پھر تم نے ایک طشت میں کھانا پیش کیا اور پوچھا کہ تم یہودی مذہب قبول کیوں نہیں کرنا چاہتے؟ کیا تم ابراہیمی دین کے متلاشی ہو؟ کیا ابوعامر راہب دینِ ابراہیمی کا پیروکار نہیں ہے؟ اس دین والا نبی ہمارے پاس آنے والا ہے جس کی یہ نشانیاں ہیں۔ وہ ہنس مکھ ہوگا۔ دشمنانِ حق ملیا میٹ کرنے والا ہوگا۔ اس کی آنکھیں سرخی مائل ہوں گی۔ وہ یمن کی طرف سے آئے گا۔ اونٹ پر سوار ہوگا۔ سر پر عمامہ باندھ رکھا ہوگا۔ سوکھی روٹی کے ٹکڑے پر اکتفا کرنے والا ہوگا۔ اس کی گردن سے تلوار لٹکی ہوگی اور وہ حکمت و دانائی کی باتیں کرے گا۔ یہود نے کہا تم نے سب نشانیاں درست بتائی ہیں۔ ہم نے یہ باتیں تم سے کی تھیں لیکن یہ علامتیں اس شخص یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں ہیں۔ اس پر محمد بن مسلمہؓ نے کہا جو بات مَیں تمہیں یاد کرانا چاہتا ہوں وہ یہی تھی۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سن لو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ جو معاہدہ تمہارے ساتھ کیا گیا تھا تم نے دھوکا بازی کر کے اسے توڑ دیا ہے۔ عمرو بن جحاش نے چھت پر چڑھ کر پتھر پھینکنے کا سوچا تھا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبیؐ کو باخبر کر دیا گیا ہے۔ تم نے عہد شکنی کی ہے۔ یہ بات سن کر ان پر سکتہ طاری ہو گیا۔ محمد بن مسلمہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سناتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اُخْرُجُوْا مِنْ بَلَدِيْ فَقَدْ أَجَّلْتُكُمْ عَشْرًا فَمَنْ رُئِيَ بَعْدَ ذَالِكَ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ یعنی تم میرے شہر سے نکل جاؤ مَیں تمہیں دس دن کی مہلت دیتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی شخص نظر آیا تو مَیں اس کی گردن مار دوں گا۔ یہود نے کہا ہم یہ تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ اوس قبیلے کے کسی شخص سے ہم اس طرح کی بات سنیں گے۔ تم تو ہمارے حلیف تھے۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ اب دل بدل گئے ہیں۔ اوس اور خزرج کے دلوں میں یہود سے محبت تھی مگر اسلام کے بعد اب وہاں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سن کر یہود نے جلاوطنی کی تیاری شروع کر دی۔ بنونضیر کو چند ایام کی مہلت دے دی گئی تو وہ جلاوطن ہونے کی تیاریاں کرنے لگے۔ ان کی سواریاں ذِيْ جَدْر مقام پر چراگاہ میں موجود تھیں۔ ذِيْ جَدْر قباء کے نواح میں مدینہ سے چھ سے آٹھ میل کے فاصلے پر ایک چراگاہ تھی۔ یہ انہیں واپس لانے لگے انہوں نے قبیلہ اَشْجَع سے کچھ اونٹ بطور قرض لینے کا مطالبہ بھی کیا۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 179-180 بزم اقبال لاہور 2022ء)

(فرہنگِ سیرت صفحہ 85 زوار اکیڈمی کراچی 2003ء)

یہود وہاں سے نکلنے کی تیاریوں میں تھے کہ اس دوران رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبَی بن سلول نے ایک چال چلی اور اس کی اس چال کی وجہ سے ان کے ارادے بدل گئے۔ جس کی تفصیل میں تاریخ میں لکھا ہے کہ یہود اپنی تیاری میں مصروف تھے کہ ان کے پاس عبداللہ بن اُبَی کا پیغام آیا۔ سُوَیْد اور دَاعِس یہ پیغام لے کر آئے کہ عبداللہ بن اُبَی کہہ رہا ہے کہ اپنے گھروں سے نہ نکلو۔ اپنے اموال نہ چھوڑو۔ اپنے قلعوں میں ٹھہرے رہو۔ میرے پاس اپنی قوم اور دیگر اہل عرب کے دو ہزار جوان موجود ہیں وہ تمہارے ساتھ تمہارے قلعوں میں داخل ہو جائیں گے۔ ان کا آخری شخص مر جائے گا لیکن مسلمانوں کو تم تک نہ پہنچنے دیں گے۔ بنو قریظہ بھی تمہاری مدد کریں گے۔ تمہیں رسوا نہیں کریں گے۔ بنو غطفان میں سے تمہارے حلیف بھی تمہاری مدد کریں گے اور اگر تم یہاں سے نکلنے پر مجبور ہو گئے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہی یہاں سے چلے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے منافقین کی اس چالبازی اور مکاری کو قرآن مجید میں بھی بیان فرمایا ہے اور یہ بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ نَافَقُوۡا یَقُوۡلُوۡنَ لِاِخۡوَانِہِمُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ لَئِنۡ اُخۡرِجۡتُمۡ لَنَخۡرُجَنَّ مَعَکُمۡ وَلَا نُطِیۡعُ فِیۡکُمۡ اَحَدًا اَبَدًا ۙ وَّاِنۡ قُوۡتِلۡتُمۡ لَنَنۡصُرَنَّکُمۡ ؕ وَاللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ۔ (الحشر: 12) کیا تُو نے ان کی طرف نظر نہیں دوڑائی جنہوں نے نفاق کیا۔ وہ اہل کتاب میں سے اپنے بھائیوں سے جنہوں نے کفر کیا کہتے ہیں کہ اگر تم نکال دیے گئے تو تمہارے ساتھ ہم بھی ضرور نکلیں گے اور تمہارے بارے میں کبھی کسی کی اطاعت نہیں کریں گے اور اگر تمہارے خلاف لڑائی کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے۔ (دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 180 بزم اقبال لاہور 2022ء)

(الاکتفاء جلد 2 صفحہ 110 عالم الکتب بیروت)

عبداللہ بن اُبَی نے بنو قریظہ کے کَعْب بن اَسد قُرَظی کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنے ساتھیوں کی مدد کرے۔ اس نے کہا ہم میں سے ایک شخص بھی یہ معاہدہ توڑنے پر راضی نہیں۔ اس نے انکار کر دیا۔ عبداللہ بن اُبَی بنو قریظہ سے مایوس ہو گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو نضیر کے درمیان معاملات میں شدت پیدا کرنا چاہتا تھا۔ وہ لگاتار حُیَیّ کی طرف پیغام بھیجتا رہا۔ حُیَیّ نے کہا کہ مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف یہ پیغام بھیج رہا ہوں کہ ہم اپنے گھروں سے نہیں نکلیں گے۔ ہم اپنے اموال نہیں چھوڑیں گے۔ وہ جو چاہیں کر لیں۔ حُیَیّ، عبداللہ بن اُبَی کی باتوں میں آ گیا۔ سَلَّامُ بن مِشْکَمْ نے حُیَیّ سے کہا کہ حُیَیّ! تیرے نفس نے تجھے دھوکا دے رکھا ہے۔ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تیری رائے کو احمق سمجھا جائے گا تو مَیں اپنے اطاعت گزار یہودیوں کے ساتھ تجھے چھوڑ دیتا۔ حُیَیّ اس طرح نہ کر۔ اسے کہا۔

بخدا! تُو بھی جانتا ہے اور تیرے ساتھ ہم بھی جانتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ ان کے اوصاف ہمارے ہاں موجود ہیں۔ اگر ہم ان کی اتباع نہ کریں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم ان سے حسد کرتے ہیں کیونکہ نبوت بنو ہارون سے نکل چکی ہے۔ آؤ ہم ان کے عطا کردہ امن کو قبول کر لیں۔

ہم ان کے شہر سے نکل جائیں۔ تُو بھی جانتا ہے کہ تُو نے ان کے ساتھ دھوکا کرنے میں میری مخالفت کی ہے۔ جب ہم یہاں سے چلے جائیں گے اور جب پھل پک جائیں گے تو ہم آئیں گے یا ہم میں سے ایک اپنے پھل کے پاس آئے گا اُسے فروخت کر دے گا یا اس کے ساتھ جو چاہے گا کرے گا پھر ہمارے پاس آ جائے گا۔ تو گویا کہ ہم اپنے شہر سے نکلے ہی نہیں کیونکہ ہمارے اموال ہمارے ہاتھوں میں ہوں گے۔ ہماری قوم پر ہمارا شرف ہمارے اموال اور افعال کی وجہ سے ہے۔ جب اموال ہمارے ہاتھوں سے چلے جائیں گے تو پھر ہم ذلت میں دوسرے یہود کی طرح ہو جائیں گے لیکن اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف آئے اور اگر انہوں نے ایک دن بھی ہمارے اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا پھر وہ اس پیغام کو قبول نہیں کریں گے جو انہوں نے ابھی بھیجا ہے اور وہ اس کا انکار کر دیں گے۔ حُیِّی بِنِ اَخْطَب نے کہا کہ محمدؐ تب ہی ہمارا محاصرہ کریں گے جب انہیں موقع ملے گا ورنہ وہ واپس چلے جائیں گے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ عبداللہ بن اُبَی نے بھی میرے ساتھ وعدہ کیا ہے۔

سَلَّامُ بن مِشْکَمْ نے کہا عبداللہ بن اُبَی کے قول کی کوئی حیثیت نہیں۔ وہ تجھے ہلاکت کے گڑھے میں پھینکنا چاہتا ہے یہاں تک کہ تُو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرے۔ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے گا اور تجھے چھوڑ دے گا۔ عبداللہ بن اُبَی نے کعب سے مدد مانگی تھی مگر کعب نے انکار کر دیا تھا۔ کعب نے کہا تھا کہ بنو قریظہ کا ایک شخص بھی اس عہد کو نہیں توڑے گا جبکہ مَیں زندہ ہوں۔ عبداللہ بن اُبَی نے اپنے حلیف بنو قینقاع کے ساتھ بھی اسی طرح کا وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے بھی جنگ کرنے کی کوشش کی۔ عہد کو پسِ پشت ڈالا۔ خود کو اپنے قلعوں میں محصور کر دیا۔

وہ عبداللہ بن اُبَی کی مدد کا انتظار کرتے رہے جبکہ وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف گئے اور ان کا محاصرہ کر لیا حتی کہ وہ اُن کا حکم ماننے پر مجبور ہو گئے۔

ابن اُبَی نے تو اپنے حلیفوں کی مدد نہیں کی تھی ہم نے تو اپنی تلواروں کے ساتھ اوس کے ہمراہ اس کے ساتھ تمام جنگوں میں شرکت کی ہے۔ اب تو جنگ کا وہ سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا چکے ہیں اور ان کے درمیان یعنی جنگوں کے درمیان روک ڈال دی گئی ہے۔ ابن اُبَی نہ یہودی ہے نہ مسلمان۔ نہ ہی اپنی قوم کے دین پر ہے۔ ہم اس کی بات کیسے قبول کر لیں۔ حیی نے کہا کہ مَیں تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عداوت ہی کرتا رہوں گا اور ان کے ساتھ قتال ہی کرتا رہوں گا۔ سَلَّام نے کہا پھر تو ہم اپنی سرزمین سے جلاوطن ہو جائیں گے۔ ہمارے اموال اور ہمارا شرف ختم ہو جائے گا۔ ہمارے بچے قیدی بن جائیں گے اور ہمارے جنگجو قتل کر دیے جائیں گے۔ مگر حیی نے انکار کر دیا سوائے اس کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرے گا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد 4 صفحہ 320 تا 321 دار الکتب العلمیة بیروت لبنان 1993ء)

سَارُوک بن اَبِی حُقَیق جو یہود کی قوم کا ایک بوڑھا شخص تھا اور کم عقل مشہور تھا اس نے بھی کہا کہ اے حیی! تُو منحوس آدمی ہے۔ تُو بنو نضیر کو ہلاک کر دے گا۔ حیی غضبناک ہو گیا۔ اس نے کہا بنو نضیر کا ہر آدمی بات کر رہا ہے حتی کہ یہ پاگل اور بیوقوف آدمی بھی مجھے ملامت کر رہا ہے۔ سَارُوک کو اس کے بھائیوں نے مارا اور حیی سے کہا ہم تمہارے حکم کے تابع ہیں۔ ہم ہرگز تمہاری مخالفت نہیں کریں گے۔

(سیرت انسائیکلوپیڈیا جلد 7 صفحہ 45 مکتبہ دار السلام ریاض 1435ھ)

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 181 بزم اقبال لاہور 2022ء)

پھر حیی نے اپنے بھائی جُدَیّ بن اخطب کو ایلچی بنا کر بھیجا کہ جاؤ مسلمانوں کے قائد کو بتا دو کہ ہم یہاں سے نہیں جائیں گے جو کر سکتے ہو کر لو۔

جُدَیّ نے مدینہ پہنچ کر حیی کا پیغام سنایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرامؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سنی تو بلند آواز میں اللہ اکبر! کہا اور مسلمانوں نے بھی نعرۂ تکبیر بلند کر دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حَارَبَتِ الْیَھُوْدُ۔ یعنی یہود نے اعلان جنگ کر دیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کی ان کارروائیوں اور اعلانیہ جنگ کے جواب میں بنو نضیر پر چڑھائی کرنے کا اعلان کیا تو صحابہؓ اسی وقت تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ یہود کا یہی قاصد جُدَیّ بن اخطب فوراً عبداللہ بن اُبی کے گھر پہنچا اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہونے والی گفتگو اور احوال کے متعلق بتایا۔ یہ گھر میں اپنے دوست احباب سے خوش گپیوں میں مگن تھا۔ اس نے کہا جاؤ مَیں اپنے حلیفوں کو پیغام بھیجتا ہوں وہ تمہارے ساتھ قلعوں میں داخل ہو جائیں گے۔ اس ایلچی نے دیکھا کہ ابن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ زرہ پہنے اور تلوار تھامے اسلامی لشکر میں شمولیت کے لیے دوڑے جا رہے ہیں۔ اس پر جُدَیّ تعاون سے ناامید ہو گیا۔ یہ فوراً حیی کے پاس آیا اور اسے تمام روئیداد بیان کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری بات سن کر کہا کہ یہود نے اعلانِ جنگ کر دیا ہے۔ پھر نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے تیاری کا اعلان کر دیا ہے۔ اسے پھر بھی اعتبار نہ آیا۔ کہنے لگا یہ تو ان کی جنگی چال تھی۔ حیی نے پوچھا کہ عبداللہ بن اُبَی نے کیا کہا؟ تو اس نے ابن ابی کے ساتھ بات چیت کے بارے میں بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ مَیں اپنے حلیفوں کو پیغام بھیج دیتا ہوں وہ تمہارے ساتھ قلعوں میں پہنچ جاتے ہیں۔ جُدَیّ نے کہا بھائی مَیں تو اس کی مدد سے ناامید ہوں۔

ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعوں کا محاصرہ کرنے کے لیے صحابہؓ کو حکم صادر فرمایا۔

(دائرہ معارف سیرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلد 7 صفحہ 181-182 بزم اقبال لاہور 2022ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اس بارے میں لکھا ہے کہ

''قبیلہ اوس کے ایک رئیس محمد بن مسلمہؓ کو بلا کر فرمایا کہ تم بنو نضیر کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ اس معاملہ کے متعلق بات چیت کرو اور ان سے کہو کہ چونکہ وہ اپنی شرارتوں میں بہت بڑھ گئے ہیں اور ان کی غداری انتہاء کو پہنچ گئی ہے اس لئے اب ان کا مدینہ میں رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ بہتر ہے کہ مدینہ کو چھوڑ کر کہیں اَور جا کر آباد ہو جائیں اور آپؐ نے ان کے لئے دس دن کی میعاد مقرر فرمائی ہے۔ محمد بن مسلمہ جب ان کے پاس گئے تو وہ سامنے سے بڑے تمرد سے'' بڑے تکبر سے ''پیش آئے اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہہ دو کہ ہم مدینہ سے نکلنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ تم نے جو کرنا ہو کر لو۔ جب ان کا یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تو آپؐ نے بے ساختہ فرمایا۔ ''اللہ اکبر! یہود تو جنگ کے لئے تیار بیٹھے ہیں اس کے بعد آپؐ نے مسلمانوں کو تیاری کا حکم دیا اور صحابہؓ کی ایک جمعیت کو ساتھ لے کر بنو نضیر کے خلاف میدان میں نکل آئے۔''

(سیرت خاتم النبیینؐ از حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے صفحہ 523-524)

ریاست کے ان سرکش باغیوں کی سرکوبی کے لیے جو سربراہِ ریاست کو قتل کرنے کے بھیانک منصوبے بھی کر چکے تھے۔ کیونکہ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سربراہِ ریاست تھے اور اب بجائے ندامت کے وہ ہتھیار بند ہو

کر اعلان جنگ کر چکے تھے تو مدینہ کو ایک بڑی خونریزی سے بچانے اور مدینہ کے دفاع کے لیے ان باغیوں کا سدباب کرنا ضروری ہو چکا تھا۔ لہٰذا جب تمام مسلمان جمع ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ نکلے۔ اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حضرت ابن ام مکتومؓ کو اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ حضرت سعد بن عُبادہؓ کو خیمہ دیا کہ اسے بنونضیر کے قلعوں کے سامنے نصب کیا جائے۔ یہ خاص لکڑی کا تھا، بعض نے اسے چمڑے کا بتایا ہے۔ جنگی پرچم حضرت علی بن ابوطالبؓ نے اٹھایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لشکرِ اسلام کے ساتھ آگے بڑھے یہاں تک کہ شام کے قریب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کی بستی میں پہنچ کر پڑاؤ کیا اور وہاں کھلے میدان میں عصر کی نماز ادا فرمائی۔ ادھر یہود اپنی حویلیوں میں قلعہ بند ہو گئے تھے اور قلعوں کے اوپر کھڑے ہو کر تیر اور پتھر برسانے لگے۔ جب عشاء کا وقت ہو گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد دس صحابہؓ کے ساتھ واپس اپنے گھر مدینہ تشریف لے گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ پہنے ہوئے تھے اور گھوڑے پر سوار تھے۔ آپؐ نے لشکر کا امیر حضرت علیؓ کو بنایا اور ایک قول ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کو امیر مقرر فرمایا۔ بہرحال مسلمانوں نے رات اس حالت میں گزاری کہ وہ یہود کا محاصرہ کیے ہوئے تھے اور بار بار تکبیر کے نعرے بلند کرتے رہے یہاں تک کہ صبح کا اجالا ہونے لگا تو حضرت بلالؓ نے فجر کی اذان دی۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دس صحابہؓ کے ساتھ واپس لشکر گاہ میں تشریف لے آئے جو آپؐ کے ساتھ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز پڑھائی۔ یہود میں سے ایک شخص کا نام عَزْوَکْ تھا۔ بعض جگہ اس کا نام غَزُول بیان ہوا ہے۔ یہ شخص بڑا ماہر تیر انداز تھا اور اس کا پھینکا ہوا تیر بہت دُور تک جاتا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے کا نشانہ لے کر تیر مارا۔ وہ تیر خیمے پر آ لگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمے کو وہاں سے ہٹا کر تیر اندازوں سے دُور اسے نصب کرنے کا حکم دیا۔

(سیرت حلبیہ جلد2 صفحہ 359 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2008ء)

(کتاب المغازی جلد1 صفحہ 314 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)

پھر رات ہو گئی۔ نہ عبداللہ بن اُبَی بنونضیر کے پاس آیا اور نہ ہی اس کا کوئی حلیف ان کے پاس آیا اور وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہا۔ بنونضیر اس کی مدد سے مایوس ہو چکے تھے۔ سَلَّامْ بن مِشْکَمْ اور کِنانہ بن صُوَیْرَاء حیی سے کہنے لگے کہ ابن ابی کی وہ مدد کہاں گئی جو تُو گمان کرتا تھا۔ حیی نے کہا اب مَیں کیا کروں۔ یہ ہلاکت ہے جو ہمارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد جلد4 صفحہ 322 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 1993ء)

اسی دوران ایک رات عشاء کے قریب حضرت علیؓ لشکر میں سے غائب پائے گئے تو لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علیؓ کہیں نظر نہیں آ رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی فکر نہ کرو کیونکہ وہ تمہارے ہی ایک کام سے گئے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ حضرت علیؓ اس شخص کا سر کاٹ کر لے آئے جس کا نام عَزْوَکْ تھا اور جس کا تیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمے تک پہنچا تھا۔ حضرت علیؓ اسی وقت اس کی گھات میں بیٹھ گئے تھے جب وہ مسلمانوں کے کسی بڑے سردار کو مارنے کے لیے چلا تھا۔ اس کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی۔ حضرت علیؓ نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ اس کے ساتھ جو دوسرے لوگ تھے وہ سب فرار ہو گئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے ساتھ دس آدمیوں کی ایک جماعت روانہ فرمائی جس میں حضرت ابودُجانہؓ اور حضرت سَہْل بن حُنَیفؓ بھی تھے۔ ان لوگوں نے اس جماعت کو جا پکڑا جو عَزْوَکْ کے ساتھ تھے اور حضرت علیؓ کو دیکھ کر بھاگ گئی تھی۔ صحابہؓ کی جماعت نے ان سب کو قتل کر دیا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس جماعت میں دس آدمی تھے۔ صحابہؓ ان کو قتل کر کے ان کے سر لے کر آئے جنہیں بعد میں مختلف کنوؤں میں ڈال دیا گیا۔ (سیرت حلبیہ جلد2 صفحہ 359 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2008ء)

ایک قول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سروں کو بنوخَطْمَہ کے کنوؤں میں پھینکنے کا حکم دیا تھا۔

(کتاب المغازی جلد1 صفحہ 315 دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان 2003ء)

باقی تفصیل ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

[خطبہ ثانیہ کے بعد حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے کسی نے بتایا کہ صفوں میں جب آپ کھڑے ہوتے ہیں تو کندھے سے کندھا نہیں ملایا ہوتا۔ اب وہ دَور گزر گیا جو کووِڈ (Covid) کا تھا۔ صف بناتے ہوئے کندھے سے کندھا ملا کے کھڑا ہونا چاہیے۔]

......☆......☆......☆......

ہمیشہ رشک کرتے رہیں گے آسماں تجھ پر

(از مکرم ذوالفقار علی خان صاحب گوہر احمدی)

خدا کی رحمتیں نازل ہوں اَے دارالاماں تجھ پر
رہے انوار کی بارش یونہی اَے قادیان تجھ پر

تیری آغوش میں مسکن ہے خاصان الٰہی کا
ہمیشہ رشک کرتے ہی رہیں گے آسماں تجھ پر

یہ تیرا درس قرآں درحقیقت خوانِ نعمت ہے
تصدق کیوں نہ ہوں آ آ کے تیرے مہماں تجھ پر

ترے دشمن رہیں گے نامراد و خائب و خاسر
خدا کے فضل کا جب تک رہے گا سائباں تجھ پر

خلافت کی اولوالعزمی کا ساتھ اَے قوم پورا دے
کہ انعام الٰہی ہے یہ دورِ حکمراں تجھ پر

یہی اسلام کی خدمت کا موقع ہے نہ کھو دینا
خدا ہے مہرباں تجھ پر حکومت مہرباں تجھ پر

قدم آگے بڑھا اَے ہمت مردانہ مسلم
کہ اب اسلام کی خدمت کا ہے بارِ گراں تجھ پر

جہاں محو خودی ہے تُو مگر محو خدا ہو جا
کہ پھر قربان ہونے کو بڑھے جانِ جہاں تجھ پر

رہِ تبلیغ میں کیا کیا مصائب تُو نے جھیلے ہیں
خدا کی رحمتیں ہوں اَے گروہ صادقاں تجھ پر

غریب و بے نوا گوہر اسیر دام عصیاں ہے
ترحم، اَے خدا صدقے یہ جان ناتواں تجھ پر

(الفضل قادیان دارالامان 6 ستمبر 1919ء)

ارشاد باری تعالیٰ

وَاِذَا سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَی الرَّسُوْلِ تَرٰۤی اَعْیُنَهُمْ تَفِیْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِیْنَ (المائدہ:84) ترجمہ: اور جب وہ اُسے سنتے ہیں جو اس رسول کی طرف اُتارا گیا تو تُو دیکھے گا کہ ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتی ہیں اس کی وجہ سے جو انہوں نے حق کو پہچان لیا۔ وہ کہتے ہیں اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لائے پس ہمیں گواہی دینے والوں میں تحریر کر لے۔

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے عفو کا حکم ہوا ہے۔ اس لیے تم لڑائی سے بچو۔

(نسائی کتاب الجہاد باب وجوب الجہاد)

طالبِ دُعا: نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ

(سورۃ المائدہ:88)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اُن پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہیں حرام نہ ٹھہرایا کرو۔ اور حد سے تجاوز نہ کرو۔ یقیناً اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

طالبِ دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی و مرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

سیرت خاتم النّبیین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(غزوہ خندق کے بقیہ حالات)

اسی رات جبکہ کفار اس طرح خود بخود میدان جنگ سے بھاگ رہے تھے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اپنے اردگرد کے صحابہ کو مخاطب فرما کر آواز دی کہ تم میں سے کوئی ہے جو اس وقت جائے اور لشکر کفار کا حال معلوم کرے؟ لیکن صحابہ روایت کرتے ہیں کہ اس وقت سردی کی اس قدر شدت تھی اور پھر خوف اور تھکان اور بھوک کا یہ عالم تھا کہ ہم میں سے کوئی شخص اپنے اندر یہ طاقت نہیں پاتا تھا کہ جواب میں کچھ عرض کر سکے یا اپنی جگہ سے حرکت کرے۔ آخر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے خود نام لے کر حذیفہ بن یمان کو بلایا۔ جس پر وہ سردی سے ٹھٹھرتے ہوئے اٹھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے۔ آپ نے کمال شفقت سے ان کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعائے خیر فرمائی اور فرمایا تم بالکل ڈرو نہیں اور اطمینان رکھو انشاء اللہ تمہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ بس تم چپکے چپکے کفار کے کیمپ میں چلے جاؤ اور کسی سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرو۔ اور نہ اپنے آپ کو ظاہر ہونے دو۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ جب میں روانہ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے بدن میں سردی کا نام ونشان تک نہیں تھا بلکہ میں نے یوں محسوس کیا کہ گویا ایک گرم حمام میں سے گزر رہا ہوں۔ اور میری گھبراہٹ بالکل جاتی رہی۔ اس وقت رات کی تاریکی پورے طور پر اپنی حکومت جمائے ہوئے تھی۔ میں بالکل نڈر ہو کر مگر چپکے چپکے کفار کے کیمپ کے اندر پہنچ گیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ ابوسفیان ایک جگہ کھڑا ہوا آگ سینک رہا تھا۔ میں نے اسے دیکھ کر جھٹ اپنی تیر کمان سیدھی کرلی اور قریب تھا کہ میں اپنا تیر چلا دیتا مگر پھر مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یاد آگیا اور تیر چلانے سے رک گیا اور اگر اس وقت میں تیر چلا دیتا تو ابوسفیان اس قدر قریب تھا کہ وہ یقیناً بچ نہ سکتا۔ اس وقت ابوسفیان اپنے آدمیوں کو واپسی کا حکم دے رہا تھا اور پھر وہ میرے سامنے ہی اونٹ پر سوار ہو گیا مگر گھبراہٹ کی وجہ سے اسے اپنے اونٹ کے پاؤں تک کھولنے یاد نہیں رہے۔ اس کے بعد میں واپس چلا آیا۔

جب میں اپنے کیمپ میں پہنچا۔ اس وقت آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نماز پڑھ رہے تھے میں نے آپ کے فارغ ہونے تک انتظار کیا اور پھر آپ کو سارے واقعہ کی اطلاع دی جس پر آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ یہ ہماری کسی کوشش یا طاقت کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ محض خدا کے فضل کی وجہ سے ہے جس نے اپنے دم سے احزاب کو پسپا کر دیا۔ اس کے بعد کفار کے فرار ہونے کی خبر فوراً سارے مسلمان کیمپ میں مشہور ہوگئی۔ غالباً اسی موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اَلْآنَ نَغْزُوْهُمْ وَلَا يَغْزُوْنَنَا۔ یعنی ’’آئندہ ہم قریش کے خلاف نکلیں گے مگر انہیں ہمارے خلاف نکلنے کی ہمت نہیں ہوگی۔‘‘

الغرض کم وبیش بیس دن کے محاصرہ کے بعد کفار کا لشکر مدینہ سے بے نیل مرام واپس چلا گیا اور بنوقریظہ جو ان کی مدد کے لئے نکلے تھے وہ بھی اپنے قلعہ میں واپس آگئے۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کا جانی نقصان زیادہ نہیں ہوا۔ یعنی صرف پانچ چھ آدمی شہید ہوئے مگر قبیلہ اوس کے رئیس اعظم سعد بن معاذ کو ایسا کاری زخم آیا کہ وہ بالآخر اس سے جانبر نہ ہوسکے اور یہ نقصان مسلمانوں کے لئے ایک ناقابل تلافی نقصان تھا۔ کفار کے لشکر میں سے صرف تین آدمی قتل ہوئے، لیکن اس جنگ میں قریش کو کچھ ایسا دھکا لگا کہ اس کے بعد ان کو پھر کبھی مسلمانوں کے خلاف اس طرح جتھہ بنا کر نکلنے یا مدینہ پر حملہ آور ہونے کی ہمت نہیں ہوئی اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی پیشگوئی لفظ بلفظ پوری ہوئی۔

لشکر کفار کے چلے جانے کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے بھی صحابہ کو واپسی کا حکم دیا اور مسلمان میدان کارزار سے اٹھ کر مدینہ میں داخل ہوگئے، لیکن ابھی آپ اپنے گھر میں پہنچے ہی تھے کہ بنوقریظہ کے ساتھ لڑائی کی صورت پیدا ہوگئی۔ اور بغیر اس کے کہ آپ مدینہ میں ایک رات بھی آرام کی گزار سکیں آپ کو ان کے مقابلہ کے لئے گھر سے نکلنا پڑا مگر اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

جنگ خندق یا احزاب جو اس طرح غیر متوقع اور ناگہانی طور پر اختتام کو پہنچی ایک نہایت ہی خطرناک جنگ تھی۔ اس سے بڑھ کر کوئی ہنگامی مصیبت اس وقت تک مسلمانوں پر نہیں آئی تھی اور نہ ہی اس کے بعد آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی زندگی میں کوئی اتنی بڑی مصیبت ان پر آئی۔ یہ ایک خطرناک زلزلہ تھا جس نے اسلام کی عمارت کو جڑ سے ہلا دیا اور جس کے مہیب مناظر کو دیکھ کر مسلمانوں کی آنکھیں پتھرا گئیں اور ان کے کلیجے منہ کو آنے لگ گئے اور کمزور لوگوں نے سمجھ لیا کہ بس اب خاتمہ ہے۔ اور اس خطرناک زلزلے کے دھکے کم وبیش ایک ماہ تک ان پر آتے رہے اور کئی ہزار خونخوار درندوں نے ان کے گھروں کا محاصرہ کر کے ان کی زندگیوں کو تلخ کئے رکھا اور اس مصیبت کی تلخی کو بنوقریظہ کی غداری نے دگنا کر دیا اور اس سارے فتنہ کی تہ میں بنونضیر کے وہ محسن کش یہودی تھے جن پر آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے احسان کر کے ان کو مدینہ سے امن وامان کے ساتھ نکل جانے کی اجازت دے دی تھی۔ یہ انہی یہودی رؤساء کی اشتعال انگیزی تھی جس سے صحرائے عرب کے تمام نامور قبیلے عداوت اسلام کے نشے میں مخمور ہوکر مسلمانوں کو ملیا میٹ کرنے کے لئے مدینہ پر جمع ہوگئے تھے اور یہ قطعی طور پر یقینی ہے کہ اگر اس وقت ان وحشی درندوں کو شہر میں داخل ہوجانے کا موقع مل جاتا تو ایک واحد مسلمان بھی زندہ نہ بچتا اور کسی پاکباز مسلم خاتون کی عزت ان لوگوں کے ناپاک حملوں سے محفوظ نہ رہتی۔ مگر یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی قدرت کا غیبی ہاتھ تھا کہ اس ٹڈی دل کو بے نیل مرام واپس ہونا پڑا۔ اور مسلمان شکر وامتنان کے ساتھ امن واطمینان کا سانس لیتے ہوئے اپنے گھروں میں واپس آگئے۔ مگر بنوقریظہ کا خطرہ ابھی تک اسی طرح قائم تھا۔ یہ لوگ نہایت خطرناک صورت میں اپنی غداری کا مظاہرہ کر کے اب امن وامان کے ساتھ اپنے قلعوں میں محفوظ ہوگئے تھے اور سمجھتے تھے کہ اب کوئی شخص ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا، لیکن بہرحال ان کے فتنہ کا سدباب ضروری تھا کیونکہ ان کا وجود مدینہ میں مسلمانوں کے لئے ہرگز ایک مارِ آستین سے کم نہ تھا۔ اور دوسری طرف بنونضیر کا تجربہ بتاتا تھا کہ یہ سانپ ایسا ہے کہ اسے گھر سے باہر نکالنا بھی ایسا ہی خطرناک ہے جیسا کہ اسے اپنے گھر میں رہنے دینا۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 594 تا 596، مطبوعہ قادیان 2006)

......☆......☆......☆......

ہر ایک ذرّۂ تن میں سمائے عشق ترا ..☆.. الٰہی دے وہ خیال محمدؐ عربی

از مکرم منشی قاسم علی خان صاحب

یہ نظم خود منشی قاسم علی خان صاحب نے جلسہ سالانہ 1919 میں پڑھی

کہاں سے آئے مثال محمدؐ عربی	کہ وصف کل ہے کمال محمدؐ عربی
جو چاہے دیکھنا حال محمدؐ عربی	وہ دیکھے ظل کمال محمدؐ عربی
مُقِر جو چودھویں شب کا ہو بدر کا منکر	کب اس نے دیکھا ہلال محمدؐ عربی
شنیدہ دیدہ میں دیکھا سنا ہے فرق اگر	تو آؤ دیکھو رجال محمدؐ عربی
بہار احمدؐ والا کا ہے جو گل محمود	یہی جواں ہے نہال محمدؐ عربی
خدا نے بخشی ہے اپنے لئے وہ غیوری	عیاں ہے جس سے جلال محمدؐ عربی
صفات خلق و ترحم میں آپ اپنی نظیر	ہے مہر نور جمال محمدؐ عربی
ہے ظل تام محمدؐ کا احمدؑ موعود	ہے موبمو خط و خال محمدؐ عربی
جناب حضرت محمود بشیر و شریف	یہی ہیں کشتی آل محمدؐ عربی
جو قادیاں میں آؤ تو دیکھو آنکھوں سے	رواں ہے آب زلال محمدؐ عربی
سنو اذان منار مسیح سے جس دم	تو آئے یاد بلالؓ محمدؐ عربی
ہر ایک ذرّہ تن میں سمائے عشق ترا	الٰہی دے وہ خیال محمدؐ عربی
ہو قادیانی جو کوئی غلام احمدؐ کا	نہ کیوں ہو اس کو وصال محمدؐ عربی

(ماخوذ از الفضل قادیان دارالامان 8 جنوری 1920ء)

ارشاد نبوی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: جس روز خدا تعالیٰ کے سایۂ عاطفت کے علاوہ اور کوئی سایہ نہیں ہوگا، اُس روز جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے سایۂ عاطفت میں لے گا، اُن میں وہ دو لوگ بھی شامل ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلوٰۃ)

طالب دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

آسماں پر غافلو اِک جوش ہے ✿ کچھ تو دیکھو گر تمہیں کچھ ہوش ہے

ہو گیا دِیں کفر کے حملوں سے چُور ✿ چُپ رہے کب تک خداوند غیور

طالب دُعا : زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

{1511} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ لال پری صاحبہ پٹھانی دختر احمد نور صاحب کابلی نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن میری والدہ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دبا رہی تھیں۔ آپ کے پاس کوئی جامن لایا۔ آپ نے جامن کھا کر گٹھلی پھینک دی میں نے والدہ سے کہا کہ اس کو میں اپنے منہ میں ڈال لوں۔ اس پر تھوک لگا ہے۔ جب میں نے منہ میں ڈالی تو آپؑ نے میری طرف نظر کر کے جامن دئے۔ میری والدہ نے عرض کیا کہ نہیں حضورؑ! وہ تبرک چاہتی تھی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’آپ کی بات سمجھ گیا ہوں یہ بھی تبرک ہے۔‘‘ حالانکہ میں نے پشتو زبان بولی تھی۔

{1512} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ خیر النساء صاحبہ والدہ سید بشیر شاہ صاحب بنت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن فجر کے وقت حضور علیہ السلام شہ نشین پر ٹہل رہے تھے۔ میں اور ہمشیرہ زینب اور والدہ صاحبہ نماز پڑھنے کے لئے گئیں تو آپ نے فرمایا۔ ’’آؤ تمہیں ایک چیز دکھائیں۔ یہ دیکھو یہ دمدار تارا ہماری صداقت کا نشان ہے۔ اس کے بعد بہت سی بیماریاں آئیں گی۔‘‘ چنانچہ طاعون اس قدر پھیلا کہ کوئی حد نہیں رہی۔

{1513} **بسم اللہ الرحمن الرحیم** ۔ محترمہ اہلیہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ صبح کے وقت حضورؑ بسراواں کی طرف سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ جس وقت چھوٹی بھینی جو بڑی بھینی کے مشرق کی طرف ہے کے پاس سے گزر کر ذرا آگے بڑھے تو ام حبیبہ زوجہ مرزا خدا بخش صاحب نے کہا کہ حضور! اب آگے نہ بڑھیں میں تھک گئی ہوں۔ اب واپس چلیں۔ تو حضور علیہ السلام نے ہنس کر فرمایا کہ ’’تم ابھی تھک گئی ہو یہ بھینی تو قادیان کے اندر آجائے گی۔ اس وقت تم کو یہاں کسی کے گھر آنا پڑا تو اس وقت کیا کرو گی؟‘‘

{1514} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ مائی جانو صاحبہ زوجہ صوبا ارائیں ننگل نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ مکرمہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضورؑ ایک دفعہ ننگل کی طرف سیر کو تشریف لائے۔ میں نے جو آتے دیکھا تو ایک کٹورے میں گرم دودھ اور ایک گڑ کی روڑی لے کر آئی۔ حضورؑ نے فرمایا کہ ’’اس لڑکی نے بڑی مشقت کی ہے کہ ایک ہاتھ میں گرم دودھ اور دوسرے میں گڑ لائی ہے۔‘‘ حضورؑ میرے گھر کے دروازے پر جو لبِ سڑک ہے، کھڑے ہو گئے اور جو اصحاب ساتھ تھے وہ بھی ٹھہر گئے۔ پھر اس دودھ میں سے خود بھی ایک دو گھونٹ نوش فرمائے اور باقی تمام ہمراہیوں نے تھوڑا تھوڑا پیا۔ حکیم مولوی غلام محمد صاحب بھی تھے اسے کہا ’’گڑ کی ڈھیلی توڑو‘‘ تو وہ توڑ نہ سکے۔ تو حضورؑ نے خود ہتھیلیوں سے دبا کر توڑی اور ان کو کہا ’’سب کو تھوڑا تھوڑا گڑ بانٹ دو۔‘‘ خود بھی چکھا تھا۔

{1515} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ مراد بی بی صاحبہ بنت حاجی عبد اللہ صاحب ارائیں ننگل نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ میں تیرہ یا چودہ سال کی تھی جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاں آیا کرتی تھی۔ ایک بار میں اور میرا باپ گنے کا رس لے کر آئے تھے۔ میرا باپ ڈیوڑھی میں اس کا گھڑا لے کر کھڑا رہا اور میں اپنا رس کا برتن لے کر اندر گئی۔ اماں جان بیٹھی تھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ٹہل رہے تھے۔ حضرت اماں جان نے حضور سے دریافت کیا کہ آپ رس پئیں گے؟ دودھ ملا کر دیں؟ حضورؑ نے فرمایا کہ ہاں۔ حضرت اماں جان نے رس چھان کر اس میں دودھ ملایا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ نے گلاس لے کر پیا۔ میں کھڑی رہی کہ میں آپ کو دیکھوں۔ حضورؑ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ’’آج صبح سے رس پینے کو دل چاہتا تھا۔‘‘ دوسرا برتن رس کا بھی میں اپنے باپ سے لے آئی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف لائے تو میرا باپ پیچھے مڑنے لگا تو گر گیا اور چوٹ آئی۔ حضرت نے دیکھا اور فرمایا کہ ’’بچ گیا۔‘‘ میرے باپ نے بتایا کہ جیسے ہی حضرت نے فرمایا کہ ’’بچ گیا‘‘ تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ چوٹ ہی نہیں لگی۔

{1516} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ سیدہ زینب بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر عبد الستار شاہ صاحبؓ نے بواسطہ مکرمہ محترمہ والدہ صاحبہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن حضور علیہ السلام نے وضو کرنے کے بعد مجھے فرمایا کہ ’’جاؤ اندر سے میری ٹوپی لے آؤ۔‘‘ جب میں گئی تو دیکھتی کیا ہوں کہ ایک معمولی سی ٹوپی پڑی ہوئی ہے جس کو دیکھ کر میں واپس آگئی اور عرض کی کہ حضور! وہاں نہیں ہے۔ اس طرح تین مرتبہ اندر جا کر آتی رہی مگر مجھے گمان نہ ہوا کہ یہ پرانی ٹوپی حضورؑ کی ہوگی۔ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب جو وہاں تھے انہوں نے فرمایا کہ ’’میں لاتا ہوں۔‘‘ جب وہ وہی ٹوپی اٹھا کر لائے جو میں نے دیکھی تھی تو میں حیران رہ گئی کہ اللہ اللہ کیسی سادگی ہے‘‘

{1517} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ رسول بی بی صاحبہ اہلیہ حافظ حامد علی صاحب مرحومؓ وخوشدامن مولوی عبد الرحمن صاحب فاضل جٹ نے بواسطہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ہمارا تمام خرچ روٹی کپڑے کا حضورؑ ہی دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضورؑ نے ایک کپڑے کی واسکٹ اپنے اور ایک حافظ حامد علی صاحبؓ کے واسطے بنوائی تھی۔ سردی کا موسم تھا۔ میں نے حافظ صاحب کو کہا کہ میں صبح جب نماز تہجد کے لئے اٹھتی ہوں اور سحری پکاتی ہوں تو مجھے سردی لگتی ہے۔ حافظ صاحب نے گرم صدری جو حضورؑ نے ان کو بنا دی تھی مجھے دے دی۔ جب میں اس کو پہن کر گئی اور انگیٹھی میں آگ جلا رہی تھی تو حضورؑ نے پوچھا کہ ’’رسول بی بی! کیا یہ میری واسکٹ چرا لی ہے؟‘‘ میں نے عرض کیا کہ حضور سب کچھ آپ کا ہی ہے۔ آپ کا ہی کھاتے ہیں، آپ کا ہی پہنتے ہیں۔ حضورؑ اس پر خوب ہنسے اور فرمایا کہ ’’خوب کھاؤ پیو۔‘‘

{1518} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ حسّو صاحبہ اہلیہ فجا معمار خادم قدیمی نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جب بڑا زلزلہ آیا تھا تو حضورؑ اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر دروازہ میں کھڑے تھے۔ اوپر سے ایک اینٹ گری۔ میں نے حضورؑ سے کہا کہ حضور! باہر آجائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ’’سب لڑکیاں کھڑی ہیں کسی کو یہ خیال نہیں آیا۔ یہ بہت ہشیار ہے۔‘‘ اماں جان نے زینب سے جواب مصری کی بیوی ہے کہا کہ ’’مبارکہ بیگم اندر سوئی ہوئی ہیں ان کو اٹھا لاؤ۔‘‘ زینب نے کہا کہ کہیں میرے اوپر چھت نہ گر جائے۔ لیکن میں جلدی سے اندر گئی اور بی بی کو اٹھا لائی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’یہ لڑکی بڑی ہشیار ہے۔ یہ جو بھاری کام کیا کرے گی اس میں برکت ہوگی اور اس کو تھکن نہیں ہوگی۔‘‘ حضور علیہ السلام کی برکت سے میں بھاری بھاری کام کرتی ہوں مگر تھکتی نہیں۔

{1519} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ لال پری صاحبہ پٹھانی بنت احمد نور صاحب کابلی نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ (حضور) ایک دن سیر کو گئے جوتیوں پر بہت گرد ا گرا۔ میری والدہ مرحومہ اپنے دوپٹہ سے پوچھنے لگی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ’’نعمت! چھوڑ دو کیا کرنا ہے؟ آخرت کا گرد اس سے زیادہ ہے۔‘‘

{1520} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ خیر النساء صاحبہ والدہ سید بشیر شاہ صاحب بنت ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحبؓ نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن میری والدہ صاحبہ نماز فجر باجماعت پڑھنے کے لئے گئیں تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ’’آج رات کو کوئی خاص چیز دیکھی ہے؟‘‘ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ’’آدھی رات کا وقت ہوگا کہ مجھے یوں معلوم ہوا جیسے دن چڑھ رہا ہے، روشنی تیز ہو رہی ہے۔ تو میں جلدی سے اٹھی اور نفل پڑھنے شروع کر دئے۔ معلوم تو ہوتا تھا کہ صبح ہوگئی ہے لیکن میں کافی دیر تک نفل پڑھتی رہی اور اس کے بڑی دیر بعد صبح ہوئی۔‘‘ آپ نے فرمایا کہ ’’میں نے یہی پوچھنا تھا۔‘‘

{1521} **بسم اللہ الرحمن الرحیم**۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے بواسطہ مکرمہ محترمہ مراد خاتون صاحبہ والدہ خلیفہ صلاح الدین صاحب بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ جب میں شروع شروع قادیان میں آئی تو میں نے دیکھا کہ جس جگہ اب نواب صاحب کا شہر والا مکان ہے وہاں لنگر ہوا کرتا تھا اور روٹی یہاں تیار ہوتی تھی مگر سالن اندر عورتیں پکایا کرتی تھیں۔ جب کھانا تیار ہو جاتا تو مسجد مبارک کے قدیم حصہ کی بالائی چھت پر لے جایا جاتا اور حضور علیہ السلام مہمانوں کے ساتھ اکثر وہیں کھانا کھاتے تھے۔ یہ مغرب کے بعد ہوتا تھا۔ دوپہر کے کھانے کے متعلق مجھے یاد نہیں کہ کس طرح اور کہاں کھایا جاتا تھا۔

(سیرۃ المہدی، جلد 2، حصہ پنجم، مطبوعہ قادیان 2008)

٭٭٭٭

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اِس صَدی کا بیسواں اب سال ہے ٭ شِرک و بِدعت سے جہاں پامال ہے
بدگماں کیوں ہو خدا کچھ یاد ہے ٭ اِفترا کی کب تلک بنیاد ہے

طالبِ دُعا: سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

غفلت اور سُستی کا بہترین علاج استغفار ہے۔ سابقہ غفلتوں اور سُستیوں کی وجہ سے کوئی ابتلاء بھی آجاوے تو راتوں کو اٹھ اٹھ کر سجدے اور دعائیں کرے اور خدا تعالیٰ کے حضور ایک سچی اور پاک تبدیلی کا وعدہ کرے۔ (ملفوظات، جلد اول، صفحہ 273 تا 274، مطبوعہ قادیان 2018)

طالبِ دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ فلک نما، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ)

★ اپنے خالق کے حقوق ادا کریں، ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں
زندگی کا مقصد محض دنیاوی ہدف کا حصول ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور اس کے حضور جھکنا ہے*

★ ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم دنیا کے لوگوں کے لیے، اپنے ملک کے لوگوں کے لیے دعا کریں کہ
اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے اور ان کو تبلیغ بھی کریں اور انہیں سمجھائیں کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں، یہ ہے وہ کام جو ہم کر سکتے ہیں*

★ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ آیا جو ہم کہہ رہے ہیں کیا وہ اس کے مطابق ہے جس کی ہم تبلیغ کر رہے ہیں
یا جس کی ہم خواہش رکھتے ہیں، اگر ہمارے قول و فعل برابر نہیں ہیں تو پھر ہماری دعائیں جس طرح ہم چاہتے ہیں قبول نہیں ہوتیں*

★ یہ دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ سیدھے راستے پر قائم رکھے
استغفار برائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا بہترین حل اور بہترین طریقہ ہے، اور روزانہ کی پانچ نمازیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں*

★ جب کوئی شخص وصیت کی سکیم میں شامل ہو جائے اور وہ سچا پیرو کار ہو
اس نے الوصیت کی کتاب پڑھی ہو تو پھر وہ سمجھ جاتا ہے کہ اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور اسے کیسا برتاؤ کرنا چاہئے۔*

★ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی اصلاح کرنے کا عہد کیا ہے
آپ وہ ہیں جن کے والدین نے وعدہ کیا تھا اور پھر بعد میں آپ نے بھی وعدہ کیا تھا کہ دنیا کو بدل دیں گے
اور پوری انسانیت کو اسلام اور احمدیت کے سائے تلے لے آئیں گے اور انہیں خدا اور اس کے بندوں کے فرائض کا احساس دلائیں گے*

★ اگر آپ کو اپنے خلاف گواہی دینی پڑے تو تب بھی گواہی دینی چاہیے یہاں تک کہ اپنے والدین، اپنے رشتہ داروں
اور عزیز و اقارب کے خلاف ہی دینی پڑے، تو اس طرح معاشرے میں مکمل انصاف قائم ہو سکتا ہے جو آجکل اس دنیا میں مفقود ہے*

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کیساتھ واقفینِ نو خدام الاحمدیہ امریکہ کی آن لائن ملاقات اور حضور انور کی زرّیں نصائح

حضور انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ واقفینِ نو نے مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ، امریکہ سے آن لائن شرکت کی۔

اس ملاقات کا آغاز حسب روایت تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں واقفین نو کو حضورِ انور سے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

ایک واقف نو نے بتایا کہ امریکہ میں بڑے پیمانے پر فائرنگ کے واقعات تیزی سے عام ہوتے جا رہے ہیں اور گزشتہ ہفتے ٹیکساس کے ایک ایلیمنٹری سکول میں ہونے والی فائرنگ کا ذکر کرتے ہوئے راہنمائی لی کہ مستقبل میں ایسے حادثات سے بچنے کے لیے امریکہ کیا کر سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ عقل سے کام لینے کی ضرورت ہے، بے وقوف نہیں بننا چاہیے۔ یہ امریکہ کے عوام اور حکومت کا بھی اولین فرض ہے۔ جب آپس میں خلش، رنجشیں اور الجھنیں ہوں تو ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ اگر انسان اپنی ذمہ داریاں بھول جائے اور اپنے زندگی کے مقصد کو بھول جائے پھر ایسے واقعات ہوتے ہیں۔ تو جب ایسے واقعات ہو رہے ہوں تو یہ ہم احمدیوں کی ذمہ داری ہے جو حقیقی مسلمان ہیں کہ ہم لوگوں کو بتائیں اور سمجھائیں کہ ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور ان کی زندگی کا مقصد کیا ہے۔ اگر انسان اپنے خالق کے حقوق ادا کر رہا ہو اگر اسے معلوم ہو کہ زندگی کا مقصد محض دنیاوی ہدف کا حصول ہی نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا ہے اور اس کے حضور جھکنا ہے (تو ایسے حادثات سے بچ سکتے ہیں)۔ اور ہمیشہ اپنی نظر آخرت کی زندگی پر رکھیں۔ پھر انسان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہمیں ایک مذہبی شخص یا ویسے ہی ایک عام انسان ہونے کی حیثیت سے، جو دوسری سب سے اہم ذمہ داری دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ تو بجائے اس کے کہ لوگ اپنے حقوق کے حصول میں ہی لگے رہیں، انہیں چاہیے کہ وہ دوسروں کے حقوق ادا کریں۔ اگر ہر شخص اس بات کو سمجھ لے اور دوسرے کو اس کا حق دے تو یہ رنجشیں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

جب تک آپ لوگوں کو ان کی زندگیوں کے حقیقی مقصد کا احساس نہیں دلائیں گے تب تک یہ واقعات ختم نہیں ہوں گے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کو ان چیزوں کو روکنے کے لیے کچھ قوانین نافذ کرنے چاہئیں۔ بات یہ ہے کہ اگر کوئی پابندی نہیں ہوگی اور اگر ہر شخص اسلحے کی دکان پر جا کر جو بھی اسلحہ لینا چاہے وہ خرید سکتا ہے تو بالآخر اس کا یہی نتیجہ نکلے گا جو آج کل وہاں پر ہو رہا ہے۔ تو میری رائے میں حکومت کو بھی اقدام لینے کی ضرورت ہے اور انہیں کچھ پابندیاں عائد کرنی چاہئیں۔ اگر آرم لابیز (Arm lobbies) لائسنسز دینے کی پابندی کے خلاف ہیں تو ان کو کم از کم عمر کی پابندی لگانی چاہیے کہ یہ یہ عمر والوں کو اسلحہ خریدنے کی اجازت نہیں ہے، خصوصاً آٹومیٹک یا سیمی آٹومیٹک اسلحہ۔

اس کے ساتھ ساتھ جو پروگرام ٹیلی ویژن، انٹرنیٹ یا میڈیا کے مختلف چینلز پر دکھائے جا رہے ہیں، وہ شدت پسندی، لڑائی جھگڑے اور اس قسم کی چیزیں دکھا رہے ہیں۔ اور اس قسم کی چیزیں دکھا رہے ہیں جو نوجوان میں شوق اور تفریح کے جذبے کو بھی فروغ دیتا ہے۔ اس کو بھی دیکھنا چاہیے اور روکنا چاہیے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ یہ حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس پر پابندیاں عائد کریں، جو بھی ان کو مناسب لگے۔ قانون سازوں کو بھی اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی قانون بنانا چاہیے۔ لیکن ہمارا فرض یہ ہے کہ ہم دنیا کے لوگوں کے لیے، اپنے ملک کے لوگوں کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں عقل دے اور ان کو تبلیغ بھی کریں اور انہیں سمجھائیں کہ ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں۔ تو یہ ہے وہ کام جو ہم کر سکتے ہیں۔

ایک واقف نو نے پوچھا کہ پاکستان جیسے ممالک میں جہاں احمدی مسلمانوں کی مذہبی آزادی سلب کی گئی ہے وہاں احمدی مسلمانوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے ایک واقف نو کیا کر سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ آپ صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔ امت مسلمہ کے لیے دعا کریں کہ وہ عقل سے کام لے اور ان کو زمانے کے امام کو ماننے کی توفیق ملے جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کی تعلیمات کی تجدید کے لیے اور لوگوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے بھیجا تھا۔ یہی چیزیں کر سکتے ہیں۔ ورنہ ان ممالک میں جہاں ایسی مخالفت ہے، آپ کچھ نہیں کر سکتے۔ جب تک کہ آپ کے پاس کچھ طاقت نہ ہو۔ اور فی الحال ہمارے پاس وہ طاقت نہیں ہے۔ اسی لیے ایک حدیث میں ہے کہ اگر تمہیں اقتدار حاصل ہو تو اپنے ہاتھ سے ظلم و بربریت کو روکو۔ اگر آپ کے پاس اتنی طاقت نہیں ہے تو کم از کم لوگوں سے بات کر کے انہیں روکیں اور ان سے عقل سے کام لینے کو کہیں۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کے لیے دعا کریں۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی بیان ہے۔ لہٰذا، ہم صرف ان کے لیے دعا کر سکتے ہیں۔ یہی واحد حل ہے۔ اگر آپ اُن کے لیے دلجمعی سے دعا کرتے ہیں تو پھر انشاء اللہ ایک دن آپ ان کا نتیجہ بھی دیکھو گے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ دنیا کو بدل دیں گے۔

اور اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ دعاؤں کے ذریعے دنیا میں تبدیلی لائے گا۔ اس لیے ہمارے ہاتھ میں یہی واحد ہتھیار ہے جس کا ہمیں صحیح استعمال کرنا چاہیے۔ نیز اس بات پر بھی غور کریں کہ آپ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کس حد تک کوشش کر رہے ہیں، نماز پڑھنے میں کس حد تک مشغول ہیں۔ جب آپ دعائیں کر رہے ہوں تو آپ بڑی خشیت سے خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہے ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعاؤں کو سنے۔ لہٰذا سب سے پہلے ہمیں اپنی حالتوں کو دیکھنا چاہیے۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ آیا جو ہم کہہ رہے ہیں کیا وہ اس کے مطابق ہے جس کی ہم تبلیغ کر رہے ہیں، یا جس کی ہم خواہش رکھتے ہیں۔ اگر ہمارے قول و فعل برابر نہیں ہیں تو پھر ہماری دعائیں جس طرح ہم چاہتے ہیں قبول نہیں ہوتیں، تو اس بارے میں بھی غور کریں۔

ایک واقف نو نے سوال کیا کہ زندگی کے مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے انسان اپنے ایمان پر کیسے قائم رہ سکتا ہے اور کمزور ہونے سے بچ سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اردو میں کہاوت ہے کہ جو سو رہا ہو اس کو جگایا جا سکتا ہے لیکن جو شخص پہلے سے جاگ رہا ہو اور یہ دکھاوا کرے کہ وہ سو رہا ہے، اسے جگایا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا، آپ کو اپنی کمزوریوں کا پتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ بعض اوقات آپ سیدھے راستے سے ہٹ جاتے

ہیں۔تو اس وقت آپ کو استغفار کرنا چاہیے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھنا چاہیے۔ یہ دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ سیدھے راستے پر قائم رکھے۔تو اگر آپ اپنی پنجگانہ نمازیں پڑھ رہے ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور بیان کیا ہے،تو آپ اپنی نمازوں میں یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ سیدھے راستے پر رکھے۔یہی واحد حل ہے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ کچھ مواقع ایسے ہوجاتے ہیں جب انسان کی توجہ دنیاوی معاملات کی وجہ سے بھٹک جاتی ہے،اور اسی کے بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جیسے ہی تمہیں پتا چلے کہ میں بھٹک رہا ہوں تو رُک جاؤ اور واپس آجاؤ۔اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو اس گناہ یا اس برے کام میں مزید ملوث ہونے سے بچائے۔پس اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کیا کریں۔ استغفار ان برائیوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کا بہترین حل اور بہترین طریقہ ہے، اور روزانہ کی پانچ نمازیں جو اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں اور جن کے متعلق آنحضورﷺ نے ہمیں بتایا ہے اور اس پر عمل کیا ہے اور اس دور میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی وضاحت بھی فرمائی ہے۔

ایک واقف نو نے عرض کیا کہ وہ بطور قائد مجلس خدام الاحمدیہ کس طرح نوجوانوں کو الوصیت کی بابرکت سکیم میں شامل ہونے کی ترغیب دلا سکتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تم ’’قائد‘‘ ہو اس کا کیا مطلب ہے؟...... ’’قائد‘‘ لیڈر ہے۔تو آپ لیڈر ہیں۔اگر آپ کا قول اور آپ کا عمل ایک جیسا ہو تو لوگ آپ کی پیروی کریں گے۔وہ آپ کو سننے کی کوشش کریں گے۔لہٰذا، اگر وہ دیکھیں گے کہ آپ ان کے ہمدرد ہیں،تو وہ آپ کے قریب آئیں گے۔آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، وہ اسے سنیں گے اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔تو پہلی بات یہ ہے کہ اپنی اصلاح کریں۔اس شخص کی طرح بنیں جو اسلام اور قرآن کی صحیح تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔دوسری بات یہ کہ اپنے ساتھی خدام کو یہ سمجھائیں کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں، اس پر عمل بھی کرتے ہیں؟ اور پھر، انہیں احساس دلائیں کہ آپ ان کے حقیقی ہمدرد ہیں۔انہیں یہ احساس دلائیں کہ آپ چاہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ صحیح راستے پر رہیں۔

جب یہ چیزیں آپ کے ذریعہ پیش کی جائیں گی،تو دوسرے خدام آپ کی پیروی کریں گے۔وہ آپ کی بات سنیں گے۔اور آپ ان کو یہ بھی سمجھائیں کہ یہ وصیت کی سکیم بڑی بابرکت سکیم ہے۔اگر ہم اس سکیم میں شامل ہوجائیں تو اللہ تعالیٰ ہماری مدد بھی کرے گا اور ہمیں اپنی اصلاح کا موقع بھی دے گا۔کبھی یہ بھی ہوجاتا ہے کہ کچھ لوگ وصیت کرتے ہیں لیکن وہ متقی نہیں ہوتے اور وہ بھٹک جاتے ہیں۔لیکن جب اس طرح کے حالات ہوتے ہیں تو ایسے لوگ یا تو نظامِ وصیت کو چھوڑ دیتے ہیں یا پھر ان کو اس نظام سے نکال دیا جاتا ہے۔لیکن زیادہ تر تو جب کوئی شخص وصیت کی سکیم میں شامل ہوجائے اور وہ سچا پیروکار ہو،اس نے الوصیت کی کتاب پڑھی ہو تو پھر وہ سمجھ جاتا ہے کہ اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور اسے کیسا برتاؤ کرنا چاہیے۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ واقفِ نو ہونے کی حیثیت سے آپ کا اولین فرض دوسروں کے لیے نمونہ بننا ہے۔آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی اصلاح کرنے کا عہد کیا ہے۔آپ وہ ہیں جن کے والدین نے وعدہ کیا تھا اور پھر بعد میں آپ نے بھی وعدہ کیا تھا کہ دنیا کو بدل دیں گے اور پوری انسانیت کو اسلام اور احمدیت کے سائے تلے لے آئیں گے اور انہیں خدا اور اس کے بندوں کے فرائض کا احساس دلائیں گے۔لہٰذا اگر آپ یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو آپ کے الفاظ میں طاقت ہوگی اور بغیر کچھ کہے بھی آپ کا عمل دوسرے لوگوں کو آپ کی پیروی کرنے کی طرف مائل کرے گا۔

ایک اور خادم نے سوال پوچھا کہ حضور انور نے اپنی تعلیم کے لیے زراعت کا میدان کیسے منتخب کیا اور حضور انور کو زندگی وقف کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟

اس پر حضور انور مسکرائے اور فرمایا کہ یہ تو بہت مشکل سوال ہے۔پھر فرمایا کہ مجھے بچپن سے ہی زراعت میں گہری دلچسپی تھی۔لہٰذا، میں زراعت کے شعبے میں جانا چاہتا تھا لیکن بدقسمتی سے میں ایسا نہیں کر سکا۔لیکن بعد میں، معاشیات سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد میرے والد نے بھی مجھ سے کہا کہ اگر ممکن ہے تو زرعی یونیورسٹی میں داخلہ لے لو۔ اور مجھے کسی اور یونیورسٹی کی نسبت وہاں داخلہ ملنے کا زیادہ امکان تھا۔تو یہی آسان ترین راستہ تھا۔ اور مجھے اس میں دلچسپی بھی تھی۔ چنانچہ مجھے زرعی معاشیات، یا کارپوریشن اور کریڈٹ کے شعبے میں داخلہ مل گیا۔ وہاں آپ کا واسطہ کسانوں سے پڑتا ہے۔ زراعت کرنے کے حوالے سے کچھ کورسز ہیں مثلاً ایگرونومی یا اریبل فارمنگ۔اور اگر آپ کا تعلق شروع سے یونیورسٹی سے نہیں ہے اور آپ نے گریجوایشن کے بعد یونیورسٹی میں داخلہ لیا ہے۔تو آپ کو کچھ مزید کورسز مکمل کرنے ہوں گے۔ چونکہ میں زراعت کو جانتا تھا اور مجھے شروع سے ہی اس میں گہری دلچسپی تھی، میں اپنے والد کے ساتھ اپنے خاندانی فارم پر جاتا تھا۔اس لیے میں نے وہ کورسز کیے اور اچھے نتائج حاصل کیے،اور بعد میں مَیں نے اپنی ڈگری کارپوریشن اور کریڈٹ میں مکمل کی۔یہ میرے زرعی یونیورسٹی جانے کی اصل وجہ تھی۔

حضور انور نے مزید فرمایا کہ دوسرا سوال یہ تھا کہ مجھے کس چیز نے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں اپنی زندگی وقف کروں۔ میں بچپن سے ہی واقف زندگی بننا چاہتا تھا۔ کیونکہ ایک مرتبہ میں نے اپنے والد صاحب اور اپنے ایک چچا کو یہ بات کرتے ہوئے سنا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان میں بدقسمتی سے بہت کم افراد زندگی وقف کر رہے ہیں۔تو یہ بات میرے دل میں نقش ہوگئی لیکن میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ بغیر کسی کوالیفیکیشن کے وقف کروں۔جب میں نے زرعی یونیورسٹی میں داخلہ لیا تو اس وقت میں نے عہد کیا کہ اگر میرے اچھے مارکس آئے یعنی اے گریڈ آیا تو پھر میں وقف کروں گا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ’اگر تیرے نزدیک میں وقف کے قابل ہوں تو مجھے اپنے فضل سے اچھے مارکس دے دے۔ تُو جانتا ہے کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں کچھ بھی نہیں‘۔ مجھے علم نہیں کہ کیسے مگر خوش قسمتی سے مجھے اے گریڈ مل گیا۔اور جب مجھے یہ گریڈ مل گیا تو میں پابند ہوگیا کہ وقفِ زندگی کے لیے درخواست دوں۔ میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں خط لکھا کہ چونکہ اب میں نے ایم ایس سی کی ڈگری مکمل کرلی ہے اور وہ بھی اچھے نمبروں کے ساتھ تو میں وقف کرنا چاہتا ہوں۔ اور آپؒ نے وقف منظور کرلیا، بعد ازاں آپ نے مجھے افریقہ جانے کا فرمایا۔تو یہ ہے ساری داستان بلکہ اس کا خلاصہ ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی باتیں ہیں مگر یہ اس کا خلاصہ ہے۔

اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 15/جون 2024ء بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 6 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ سیدہ مہر النساء صباحت (واقفۂ نو) بنت مکرم سید سعادت احمد صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم ارحم احمد قریشی (متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا) ابن مکرم شفیق احمد قریشی ملک صاحب

(2) مکرمہ عدیلہ ادریس ڈار بنت مکرم ادریس احمد وحید ڈار صاحب (کارکن جامعہ احمدیہ یوکے) ہمراہ مکرم محمد ذوالقرنین (واقفِ نو) ابن مکرم رفیع خان صاحب (یوکے)

(3) مکرمہ اقراء سعیدہ بنت مکرم محمد رفیق صاحب مرحوم (یوکے) ہمراہ مکرم عبدالمومن صبور (واقفِ نو) ابن مکرم عبدالصبور صاحب (یوکے)

(4) مکرمہ بریرہ احمد بنت مکرم حنیف احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم محمد ظفر صدیقی ابن مکرم بشیر الدین صدیقی صاحب (یوکے)

(5) مکرمہ مدیحہ کنول کھوکھر بنت مکرم محمد بشیر کھوکھر صاحب مرحوم (جرمنی) ہمرہ مکرم عزیزم حارث احمد ابن مکرم طاہر احمد صاحب (جرمنی)

(6) مکرمہ زینب فاطمہ بنت مکرم چوہدری طاہر احمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم حسیب احمد رحمان ابن مکرم عزیز الرحمان صاحب (یوکے)

ایک خادم نے عرض کیا کہ حضور انور نے متعدد بار ذکر فرمایا ہے کہ امن کے لیے مکمل انصاف کی ضرورت ہے۔ واقفین کو اس ہدف کے حصول کے لیے کون سے کیریئر اختیار کرنے چاہئیں؟

اس سوال کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ مَیں نے صرف یہی نہیں کہا کہ ہمیں دنیا میں امن قائم کرنا چاہیے۔ مَیں نے لوگوں سے انصاف یعنی مکمل انصاف اختیار کرنے کا مطالبہ ہی نہیں کیا بلکہ میں نے اپنے خطابات اور تقاریر میں یہ بھی بتایا ہے کہ امن کیا ہے اور ہم معاشرے میں امن کیسے قائم کرسکتے ہیں اور مکمل انصاف کی تعریف قرآن کریم، حدیث اور آنحضورﷺ کی سنت کی روشنی میں اور ان تعلیمات کی روشنی میں جو حضرت مسیح موعودؑ نے ہمیں اس زمانے میں دی ہیں کیا ہے۔ پس خطابات اور تقاریر بڑی تعداد میں موجود ہیں جن میں سارے حوالے مہیا ہیں جن کے ذریعہ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ مکمل انصاف کیا ہے۔امن کیا ہے۔ہم دنیا میں کیسے امن قائم کرسکتے ہیں؟ ہمیں لوگوں کو کیسے متنبہ کرنا چاہیے۔ وہ جو سیدھے راستے سے بھٹک رہے ہیں ان کو سمجھائیں۔ اسی لیے جہاں تک میرا تعلق ہے میں لوگوں کو کہتا ہوں خواہ سیاست دان ہوں یا دوسرے بڑے پڑھے لکھے لوگ، پروفیسرز ہوں کہ وہ بھی معاشرے میں امن کے قیام کے لیے اپنا کردار ادا کریں اور یہ مکمل انصاف کے بغیر ممکن نہیں۔مکمل انصاف کی کیا تعریف ہے؟ قرآن کریم میں اس کی کئی مثالیں موجود ہیں۔مثلاً اگر آپ کو اپنے خلاف گواہی دینی پڑے تو تب بھی گواہی دینی چاہیے یہاں تک کہ اپنے والدین، اپنے رشتہ داروں اور عزیز و اقارب کے خلاف ہی دینی پڑے۔

تو اس طرح معاشرے میں مکمل انصاف قائم ہوسکتا ہے جو آجکل اس دنیا میں مفقود ہے۔سو ہمیں اس کا پرچار کرنا چاہیے اور یہ خطابات تحریری شکل میں موجود ہیں اور مختلف کتب کی شکل میں بھی اور علیحدہ لیکچرز کی شکل میں بھی۔ پہلے ان کو پڑھیں پھر لوگوں سے ان کی بنیاد پر بات کریں۔ کیونکہ وہ آپ کو تیار شدہ مواد کے طور پر دستیاب ہیں اور پھر آپ ان کو تقسیم بھی کرسکتے ہیں۔تو اس طرح آپ کام کرسکتے ہیں۔دیکھیں ہر وقف نو اس پر عمل کرسکتا ہے لیکن جس میدان میں بھی آپ ہوں آپ اپنے ساتھ کام کرنے والوں سے پوچھ سکتے ہیں کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے اور ہم معاشرے میں کیسے امن کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ ہم معاشرے میں کیسے امن قائم کرسکتے ہیں۔مکمل انصاف کیا ہے اور اس کی کیا تعریف ہے۔اس کے لیے جو قابل ہیں وہ پبلک سروس میں بھی جاسکتے ہیں جہاں آپ کو اپنے نقطہ نظر کو پیش کرنے کا بہتر موقع ملے گا۔

ملاقات کے آخر میں سیکرٹری صاحب وقف نو نے عرض کیا کہ ہمارے لیے یہ اعزاز کا باعث ہے کہ جہاں امریکہ میں ہمارے ہاں ویک اینڈ پر یوم خلافت کی تقریبات منعقد ہورہی ہیں تو یہ کوئی اتفاق نہیں کہ ہمیں حضور انور کی صحبت نصیب ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا احسان ہے کہ اس اتوار کو سارے امریکہ میں یا اکثر جگہوں پر یوم خلافت منایا جارہا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اچھا ماشاء اللہ۔تو آپ واقفین نو اس طرح یوم خلافت منا رہے ہیں......ٹھیک ہے پھر اللہ حافظ و ناصر ہو۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 28 جون 2022)

✿✿✿✿✿

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جیسے اللہ تعالیٰ ہماری خطاؤں پر معاً نظر نہیں کرتا اور اپنی ستاری کے طفیل رسوا نہیں کرتا تو ہم کو بھی چاہیے کہ ہر ایسی بات پر جو کسی دوسرے کی رسوائی یا ذلّت پر مبنی ہو فی الفور منہ نہ کھولیں۔

(ملفوظات، جلد اول، صفحہ 273 تا 274، مطبوعہ قادیان 2018)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

جلسہ سالانہ آپ کے تقویٰ کے معیار بڑھانے والا ہونا چاہیے جو حقیقی نیکی ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا خوف آپ کے دلوں میں بڑھانے والا ہونا چاہئے درحقیقت آپ کا واحد مقصد اللہ کی خوشنودی کا حصول ہونا چاہیے

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں، ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اور اسلام کی اشاعت اور درحقیقت دنیا میں امن کا قیام بھی براہ راست نظام خلافت سے منسلک ہے، اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق بنا کر رکھیں اور ہمیشہ خلیفہ کے وفادار رہیں، آپ کو ایم ٹی اے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خانہ اور خاص طور پر بچوں کو اس کی نصیحت کریں، آپ کو خاص طور پر میرے خطبات کو سننا چاہئے اور دوسرے مواقع اور تقریبات پر کی جانے والی نصائح پر عمل کرنا چاہئے☆

جماعت احمدیہ سیرالیون کے 59ویں جلسہ سالانہ منعقدہ 9 تا 11 فروری 2024 کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز پیغام

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ جماعت احمدیہ سیرالیون 9 تا 11/فروری 2024ء اپنا جلسہ سالانہ منعقد کررہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا جلسہ بابرکت کرے اور تمام شاملین بے پایاں روحانی فیض حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے ان الفاظ میں وعدہ کیا تھا کہ ”میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ جَعَلْنَاكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ مَیں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔“

(تذکرہ صفحہ ۱۶۳، ایڈیشن ۲۰۲۳ء)

دنیا کے ہر کونے میں منعقد ہونے والے جلسے جن میں نیکی اور تقویٰ کے جذبات سے پُر ہزاروں شاملین اکٹھے ہوتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا نام عزت و تکریم سے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے اس وعدے کے پورا ہونے کا واضح ثبوت ہیں۔

چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ کی جائے پیدائش سے ہزاروں میل دور آپ کا جلسہ منعقد کرنا بھی حضرت مسیح موعودؑ کے دعویٰ کی سچائی کا ایک ثبوت ہے جن کی آمد کا ذکر نہ صرف آنحضورصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا بلکہ قرآن کریم میں بھی اس کی واضح پیشگوئی موجود ہے۔ لہٰذا آپ میں سے ہر ایک جو اس جلسہ میں شریک ہے وہ اس پیشگوئی کے عظیم الشان ظہور کا شاہد ہے۔ اسی لیے ہر احمدی کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے اس مشن کو پورا کرنے کے لیے انتھک کوشش کرے گا جس میں پہلی چیز تمام انسانوں کو اپنے خالق حقیقی کی پہچان کروانا اور اس کی عبادت کی دعوت دینا اور دوسری چیز اپنے ساتھی انسانوں کے حقوق ادا کرنا ہے تاکہ دنیا میں امن اور ہم آہنگی پیدا ہو۔ اس ضمن میں حضورؑ فرماتے ہیں کہ ”اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے۔ اور اس کے لیے قومیں طیار کی ہیں۔ کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے۔ جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“ (اشتہار ۲۷/دسمبر ۱۸۹۲، مجموعہ اشتہارات جلد ۱ صفحہ ۳۶۱، ایڈیشن ۲۰۱۹ء)

یہ جلسہ آپ کے تقویٰ کے معیار بڑھانیوالا ہونا چاہیے جو حقیقی نیکی ہے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا خوف آپ کے دلوں میں بڑھانیوالا ہونا چاہیے۔ درحقیقت آپ کا واحد مقصد اللہ کی خوشنودی کا حصول ہونا چاہیے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ”انسان کو چاہئے کہ روحانی پانی تلاش کرے تو وہ اسے ضرور پالے گا۔ اور روحانی روٹی کو ڈھونڈے تو وہ اسے ضرور دی جائے گی۔ جیسا کہ ظاہری قانون قدرت ہے ویسا ہی باطن میں بھی قانون قدرت ہے لیکن تلاش شرط ہے جو تلاش کرے گا وہ ضرور پائے گا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں جو شخص سعی کرے گا۔ خدا تعالےٰ اس سے ضرور راضی ہوجائیگا۔ (ملفوظات جلد ۱۰ صفحہ ۹۵، ایڈیشن ۱۹۸۴ء)

حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ کی ہوئی بیعت کی شرائط کو پورا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ یہ شرائط آپ کی زندگی کے لیے ایک مشعل راہ ہونی چاہئیں۔ اگر آپ خود کو ان میں ڈھالیں گے، خود احتسابی، غور و فکر سے کام لیں گے اور اپنے روزمرہ افعال و اعمال کو بہتر کریں گے تو نہ صرف آپ بہترین احمدی بن جائیں گے بلکہ دنیا میں حقیقی انقلاب لانے والے بھی ہوں گے۔ ہر شرط بیعت اپنے آپ میں بے شمار حکمتیں رکھتی ہے۔ ایک احمدی کو اپنے ایمان کو زندہ رکھنے کے لیے ہر شرط بیعت پر خوب غور کرنا چاہیے۔

میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اور اسلام کی اشاعت اور درحقیقت دنیا میں امن کا قیام بھی براہ راست نظام خلافت سے منسلک ہے۔ اس لیے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ خلیفۃ المسیح سے قریبی تعلق بنا کر رکھیں اور ہمیشہ خلیفہ کے وفادار رہیں۔ آپ کو ایم ٹی اے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خانہ اور خاص طور پر بچوں کو اس کی نصیحت کریں۔ آپ کو خاص طور پر میرے خطبات کو سننا چاہیے اور دوسرے مواقع اور تقریبات پر کی جانے والی نصائح پر عمل کرنا چاہیے۔

میں آپ کو تبلیغ کی عظیم ذمہ داری کی طرف بھی متوجہ کرتا ہوں چونکہ تبلیغ ہر احمدی مسلمان کا فرض ہے۔ آپ کو سیرالیون کے تمام لوگوں تک احمدیت اور اسلام کا خوبصورت اور محبت بھرا پیغام پہنچانے کیلئے دانشمندانہ منصوبے بنانے اور مؤثر انداز میں تبلیغی پروگرام ترتیب دینے چاہئیں۔

آخر پر میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو مبارک کرے۔ آپ اس جلسہ کی کارروائی سے بھرپور فائدہ اٹھانے والے ہوں اور اپنے مذہب اسلام کی تعلیمات کا علم حاصل کرنے والے ہوں اور ایک نئی قوت اور روحانی طاقت کے ساتھ اللہ اور انسانیت کے راستے میں جدوجہد کرنے والے ہوں۔ اللہ آپ پر رحم کرے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 5 فروری 2024)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

تھے بلکہ یہ گھر اُن سے بھی پہلے کا بنا ہوا تھا اور انہوں نے اُس کے تقدس پر ایمان لاتے ہوئے اسے دوبارہ تعمیر کیا تھا۔ پس تاریخی شواہد کی رو سے بھی بیت اللہ کا بیت عتیق ہونا ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔

اس موقعہ پر حضرت محی الدین صاحبؒ ابن عربی کے ایک کشف کا ذکر کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب فتوحاتِ مکیہ کی جلد ۳ میں بیان فرمایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ کشفی حالت میں دیکھا کہ میں بیت اللہ کا طواف کررہا ہوں اور میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں جو بیت اللہ کا طواف کررہے ہیں مگر وہ کچھ اجنبی قسم کے لوگ ہیں جن کو میں پہچانتا نہیں۔ پھر انہوں نے دو شعر پڑھے جن میں سے ایک تو مجھے بھول گیا مگر دوسرا یاد رہا۔ وہ شعر جو مجھے یاد رہا وہ یہ تھا کہ

لَقَدْ طُفْنَا كَمَا طُفْتُمْ سِنِيْنَا
بِهٰذَا لَبَيْتِ طُرًّا اَجْمَعِيْنَا

یعنی ہم بھی اس مقدس گھر کا سالہا سال اسی طرح طواف کرتے رہے ہیں جس طرح آج تم اس کا طواف کررہے ہو۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا پھر اُن میں سے ایک شخص نے مجھے اپنا نام بتایا مگر وہ نام بھی ایسا تھا جو میرے لئے بالکل غیر معروف تھا۔ اس کے بعد وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ میں تمہارے باپ دادوں میں سے ہوں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کو وفات پائے کتنا عرصہ گذر چکا ہے اُس نے کہا کہ چالیس ہزار سال سے زیادہ عرصہ گذر رہا ہے۔ میں نے کہا زمانۂ آدم پر تو اتنا عرصہ نہیں گذرا۔ اُس نے کہا کہ تم کس آدم کا ذکر کرتے ہو کیا اُس آدم کا جو تمہارے قریب ترین زمانہ میں ہوا ہے۔ یا کسی اور آدم کا۔ وہ کہتے ہیں اس پر معاً مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی یہ حدیث یاد آگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ آدم پیدا کئے ہیں۔ اور میں نے سمجھا کہ میرے یہ جدِّ اکبر بھی انہیں میں سے کسی ایک آدم سے تعلق رکھنے والے ہونگے۔

(فتوحات مکیہ جلد 3 باب 390 ص 549)

حضرت محی الدین صاحبؒ ابن عربی کا یہ کشف بھی بتا رہا ہے کہ بیت اللہ نہایت قدیم زمانہ سے دنیا کا مرکز اور لوگوں کی ہدایت کا ایک ذریعہ بنا رہا ہے اور اسی طرح یہ دنیا بھی لاکھوں سال سے چلی آرہی ہے۔ چنانچہ آج سے ہزارہا سال قبل بھی لوگ اس مقدّس گھر کا اِسی طرح طواف کرتے رہے ہیں جس طرح آج ہم بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں۔ یہی حقیقت قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے کہ یہ البیت العتیق ہے جو زمانۂ قدیم سے خدا تعالیٰ کے انوار و برکات کا تجلی گاہ رہا ہے اور قیامت تک دنیا کو ایک مرکز پر متحد رکھنے کا ذریعہ بنا رہیگا۔

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 36، مطبوعہ قادیان 2010)

......☆......☆......☆......

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

خلافت نبوّت کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے، خلفاء کے مقرر کردہ چندے اور تحریکات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق ہیں اس لئے ان کی ادائیگی کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 13/اپریل 2007ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہر احمدی کو یہ بات اپنے ذہن میں اچھی طرح بٹھا لینی چاہئے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس انعام کا، جو خلافت کی صورت میں جاری ہے، فائدہ تب اٹھا سکیں گے جب اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔

(خطبہ جمعہ 13/اپریل 2007ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

اسلام نے تلوار کے زور سے فتح نہیں پائی بلکہ

اسلام نے اس اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ سے فتح پائی ہے جو دلوں میں اتر جاتی تھی اور اخلاق میں ایک اعلیٰ درجہ کا تغیر پیدا کر دیتی تھی

حضرت عامر بن فُہَیرہ ؓ کی شہادت کیوقت انکے منہ سے یہ الفاظ نکلے فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ کعبہ کے ربّ کی قسم مَیں کامیاب ہو گیا

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 07/جون 2024 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: سَریہ بئرِ معونہ میں روانہ ہونے والے صحابہؓ کو لوگ کس نام سے یاد کیا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سَریہ بئرِ معونہ میں روانہ ہونے والے سب صحابہؓ نوجوان تھے۔ قرآن کے قاری ہونے کی وجہ سے لوگ انہیں قرّاء کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔

سوال: حضرت حَرَام بن مِلحَانؓ نے بئرِ مَعُونَہ والوں کو کس کس چیز کی دعوت دی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت حَرَام بن مِلحَانؓ نے کہا: اے بئرِ مَعُونَہ والو! مَیں تمہارے پاس اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرستادہ بن کر آیا ہوں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ تم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لے آؤ۔

سوال: کیا اسلام نے تلوار کے زور سے فتح پائی؟

جواب: حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا: اسلام نے تلوار کے زور سے فتح نہیں پائی بلکہ اسلام نے اس اعلیٰ تعلیم کے ذریعہ سے فتح پائی ہے جو دلوں میں اتر جاتی تھی اور اخلاق میں ایک اعلیٰ درجہ کا تغیر پیدا کر دیتی تھی۔

سوال: سَرِیَّہ حضرت مُنذِر بن عَمروؓ یا سریہ بئرِ معونہ کب ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: سَرِیَّہ حضرت مُنذِر بن عَمروؓ یا سریہ بئرِ معونہ 4 ہجری میں ہوا۔ بعض کے نزدیک یہ سریہ رجیع سے پہلے اور بعض کے نزدیک رجیع کے بعد ہوا۔ یہ واقعہ بھی سریہ رجیع کی طرح دشمن کی بدعہدی اور سفاکی کا بدترین نمونہ ہے۔

سوال: سَرِیَّہ حضرت مُنذِر بن عَمروؓ یا سریہ بئرِ معونہ کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں: قبائل سُلَیم وغَطفَان...... یہ قبائل عرب کے وسط میں سطح مرتفع نجد پر آباد تھے اور مسلمانوں کے خلاف قریش مکہ کے ساتھ ساز باز رکھتے تھے اور آہستہ آہستہ ان شریر قبائل کی شرارت بڑھتی جاتی تھی اور سارا سطح مرتفع نجد اسلام کی عداوت کے زہر سے مسموم ہوتا چلا جا رہا تھا۔ ان ایام میں ایک شخص ابوبَرَاء عامِری جو وسط عرب کے قبیلہ بنو عامر کا ایک رئیس تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ آپؐ نے بڑی نرمی اور شفقت کے ساتھ اسے اسلام کی تبلیغ فرمائی اور اس نے بھی بظاہر شوق اور توجہ کے ساتھ آپؐ کی تقریر کو سنا مگر مسلمان نہیں ہوا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ عرض کیا کہ آپؐ میرے ساتھ اپنے چند اصحاب نجد کی طرف روانہ فرمائیں جو وہاں جا کر اہل نجد میں اسلام کی تبلیغ کریں اور مجھے امید ہے کہ نجدی لوگ آپؐ کی دعوت کو ردّ نہیں کریں گے۔ آپؐ نے فرمایا: مجھے تو اہلِ نجد پر اعتماد نہیں ہے۔ ابوبَرَاء نے کہا کہ آپؐ ہرگز فکر نہ کریں۔ مَیں ان کی حفاظت کا ضامن ہوتا ہوں چونکہ ابوبَرَاء ایک قبیلہ کا رئیس اور صاحبِ اثر آدمی تھا آپؐ نے اس کے اطمینان دلانے پر یقین کر لیا اور صحابہؓ کی ایک جماعت نجد کی طرف روانہ فرما دی۔

قبائل رِعل اور ذَکوَان وغیرہ ان کے چند لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام کا اظہار کر کے درخواست کی کہ ہماری قوم میں سے جو لوگ اسلام کے دشمن ہیں ان کے خلاف ہماری امداد کے لئے...... چند آدمی روانہ کئے جائیں جس پر آپؐ نے یہ دستہ روانہ فرمایا۔ اس موقعہ پر قبائل رِعل اور ذَکوَان وغیرہ کے لوگ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں آئے تھے اور انہوں نے یہ درخواست کی تھی کہ چند صحابہؓ ان کے ساتھ بھجوائے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صَفر 4 ہجری میں مُنذِر بن عَمرو انصاریؓ کی امارت میں صحابہؓ کی ایک پارٹی روانہ فرمائی۔ یہ لوگ عموماً انصار میں سے تھے اور تعداد میں ستر تھے اور قریباً سارے کے سارے قاری یعنی قرآن خوان تھے۔

سوال: حضرت حَرَام بن مِلحَانؓ کے اس خط لے جانے کے متعلق حضور انور نے کیا بیان کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت حَرَام بن مِلحَانؓ کے اس خط لے جانے کی تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت حَرَام بن مِلحَانؓ نے اپنے ساتھ دو اَور ساتھیوں کو لیا جن میں سے ایک صحابی ایک ٹانگ سے معذور تھے۔ ان کا نام کعب بن زید تھا جبکہ دوسرے ساتھی کے نام کے بارے میں اکثر سیرت نگار خاموش ہیں البتہ بخاری کی ایک شرح فتح الباری میں زیرِ باب غزوۃ الرجیع میں اس واقعہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے دوسرے ساتھی کا نام مُنذِر بن محمد بیان کیا ہے۔ بہرحال یہ تینوں افراد چل پڑے۔ حضرت حرامؓ نے اپنے دونوں ساتھیوں کو پہلے ہی بتا رکھا تھا کہ تم میرے قریب ہی رہنا۔ مَیں ان کے پاس جاتا ہوں اگر انہوں نے مجھے امان دے دی تو ٹھیک ہے اور اگر مجھے قتل کر دیا گیا تو آپ دونوں اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے جانا۔

سوال: حضرت عامر بن فُہَیرہ ؓ کی شہادت کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس سریہ میں حضرت عامر بن فُہَیرہ ؓ کی شہادت کا ذکر یوں ملتا ہے: یہ حضرت ابوبکرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہجرتِ مدینہ میں شامل تھے۔ یہ بھی بئرِ معونہ کے وقت میں شہید ہوئے تھے۔ جب وہ لوگ بئرِ معونہ میں قتل کیے گئے اور حضرت عَمرو بن امیہ ضَمرِیؓ قید کیے گئے تو عامر بن طفیل نے ان سے پوچھا یہ کون ہے؟ اور اس نے ایک مقتول کی طرف اشارہ کیا تو عَمرو بن امیہ نے جواب دیا کہ یہ عامر بن فُہَیرہ ہیں۔ عامر بن طفیل نے کہا کہ مَیں نے عامر بن فُہَیرہ کو دیکھا کہ وہ قتل کیے جانے کے بعد آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ یہ ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ تب اس نے یہ نظارہ دیکھا۔ یہاں تک کہ مَیں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ آسمان ان کے اور زمین کے درمیان ہے۔ پھر وہ زمین پر اتارے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ان کی خبر پہنچی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے قتل کیے جانے کی خبر صحابہؓ کو دی اور فرمایا تمہارے ساتھی شہید ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ربّ سے دعا کی ہے کہ اے ہمارے رب! ہمارے متعلق ہمارے بھائیوں کو بتا کہ ہم تجھ سے خوش ہو گئے اور تُو ہم سے خوش ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق بتا دیا۔ صحیح بخاری کی یہ روایت ہے۔ حضرت عامر بن فُہَیرہ ؓ کو کس نے شہید کیا، اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپؓ کو عامر بن طفیل نے شہید کیا جبکہ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؓ کو جَبَّار بن سَلمیٰ نے شہید کیا۔

سوال: حضرت عامر بن فُہَیرہ ؓ کی شہادت کے وقت ان سے منہ سے کیا الفاظ نکلے تھے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت عامر بن فُہَیرہ ؓ کی شہادت کے وقت ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلے کہ: فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اور فُزْتُ وَاللّٰہِ۔ کعبہ کے رب کی قسم مَیں کامیاب ہو گیا۔

سوال: جَبَّار بن سَلمیٰ نے اپنے اسلام میں داخل ہونے کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جَبَّار بن سَلمیٰ بیان کرتے ہیں کہ جس چیز نے مجھے اسلام کی طرف کھینچا وہ یہ ہے کہ مَیں نے بئرِ معونہ کے دن عامر بن فُہَیرہ کو دونوں کندھوں کے درمیان تاک کر نیزہ مارا اور مَیں نے نیزے کی اَنی ان کے سینے سے پار ہوتی دیکھی۔ پھر معاً بعد مَیں نے انہیں یہ کہتے سنا۔ فُزْتُ وَاللّٰہِ کہ اللہ کی قسم! مَیں کامیاب ہو گیا۔ یہ الفاظ میرے کانوں سے اتر کر میرے دل میں اتر گئے۔ مَیں سوچ میں پڑ گیا کہ آخر ان الفاظ کا کیا مطلب ہوگا؟ بھلا انہیں کون سی کامیابی ملی؟ مَیں نے تو انہیں قتل کیا ہے۔ مَیں اسی شش و پنج میں ایک مسلمان شخص ضَحَّاک بن سفیان کِلَابِی کے پاس گیا۔ انہیں سارا واقعہ سنایا اور ان الفاظ کا مطلب پوچھا۔ انہوں نے بتایا کہ اس کامیابی سے مراد جنت کو پا لینا ہے۔ یہ سن کر مَیں نے کہا کہ واقعی اللہ کی قسم! وہ کامیاب ہو گئے اور ساتھ ہی انہوں نے مجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو مَیں نے اسلام قبول کر لیا۔

......☆......☆......☆......

ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا ردّعمل کبھی ہڑتالوں کی صورت میں نہیں ہوتا اور نہ آگیں لگانیکی صورت میں ہوتا ہے، نہ جھنڈے جلانا اسکا علاج ہے

بدقسمتی سے مسلمانوں کے بعض لیڈروں کے غلط ردّعمل سے ان لوگوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا موقع مل جاتا ہے

ہمارا ردّعمل ہمیشہ ایسا ہونا چاہئے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور اسوہ نکھر کر سامنے آئے، قرآن کریم کی تعلیم نکھر کر سامنے آئے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 10/فروری 2006 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیات کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورہ الانبیاء کی آیت نمبر 108 اور سورہ الاحزاب کی آیت نمبر 57 تا 58 کی تلاوت فرمائی وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔

سوال: ڈنمارک اور مغرب کے بعض ممالک میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں انتہائی غلیظ کارٹون اخباروں میں شائع ہو رہے ہیں اس پر مسلمانوں کا کیا ردعمل ہونا چاہئے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک مستقل مہم ہونی چاہئے، دنیا کو بتانا چاہئے کہ اس عظیم نبی کا کیا مقام ہے اس بارے میں جہاں جہاں بھی جماعتیں Active ہیں وہ کام کر رہی ہیں لیکن جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا ردعمل کبھی ہڑتالوں کی صورت میں نہیں ہوتا اور نہ آگیں لگانے کی صورت میں ہوتا ہے اور نہ ہی ہڑتالیں اور توڑ پھوڑ، جھنڈے جلانا اس کا علاج ہے۔

سوال: کیا اسلامی معاشرے اور مغربی سیکولر جمہوریت کے درمیان تصادم ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ڈنمارک کے ایک صاحب نے لکھا تھا کہ اسلامی معاشرے اور مغربی سیکولر جمہوریت کے درمیان تصادم ہے یہ بالکل غلط بات ہے، یہ کوئی تہذیبوں کا یا سیکولرازم کا تصادم نہیں ہے۔ یہ آزادی اظہار کا مسئلہ بھی نہیں ہے۔ بات صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق پیغمبر پر خدا نے براہ راست اپنی تعلیمات نازل کیں وہ زمین پر خدا کے ترجمان ہیں جبکہ یہ (یعنی عیسائی) سمجھتے ہیں، (اب یہ عیسائی لکھنے والا لکھ رہا ہے) کہ انبیاء اور ولی ان کی تعلیمات انسانی حقوق اور آزادیوں کے جدید تصور سے ہم آہنگ نہ ہونے کے سبب تاریخ کے دھندلکوں میں گم ہو گئے ہیں۔ مسلمان مذہب کو اپنی زندگی کا حصہ سمجھتے ہیں اور صدیوں کے سفر اور تغیرات کے باوجود ان کی یہ سوچ برقرار ہے جبکہ ہم نے مذہب کو عملاً زندگی سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اس لئے ہم اب مسیحیت بمقابلہ اسلام نہیں بلکہ مغربی تہذیب بمقابلہ اسلام کی بات کرتے ہیں اور اس بنیاد پر یہ بھی چاہتے ہیں کہ جب ہم اپنے پیغمبروں یا ان کی تعلیمات کا مذاق اڑا سکتے ہیں تو آخر باقی مذاہب کا کیوں نہیں۔

سوال: کن باتوں کا یہ فائدہ اٹھا کر اسلام پر حملہ کرتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: کچھ رویہ بھی مسلمانوں کا تھا جس کی وجہ سے ایسی حرکت کا موقع ملا، لیکن ان لوگوں میں شرفاء بھی ہیں جو حقائق بیان کرنا جانتے ہیں۔ مَیں نے مختلف

ملکوں سے جو وہاں ردّعمل ہوئے، یعنی مسلمانوں کی طرف سے بھی اور ان یورپین دنیا کے حکومتی نمائندوں یا اخباری نمائندوں کی طرف سے بھی جو اظہار رائے کیا گیا ان کی رپورٹیں منگوائی ہیں۔ اس میں خاصی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جنہوں نے اخبار کے اس اقدام کو پسند نہیں کیا۔ کہیں نہ کہیں سے کسی وقت ایسا شوشہ چھوڑا جاتا ہے جس سے ان گندے ذہن والوں کے ذہنوں کی غلاظت اور خدا سے دُوری نظر آجاتی ہے۔ اسلام سے بغض اور تعصب کا اظہار ہوتا ہے بدقسمتی سے مسلمانوں کے بعض لیڈروں کے غلط ردّعمل سے ان لوگوں کو اسلام کو بدنام کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔ یہی چیزیں ہیں جن سے پھر یہ لوگ بعض سیاسی فائدے بھی اٹھاتے ہیں۔

سوال: لیکھرام کی ہلاکت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بارے میں فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ایک اللہ اور رسول کے دشمن کے بارے میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں نکالتا ہے اور ناپاک کلمے زبان پر لاتا ہے جس کا نام لیکھرام ہے مجھے وعدہ دیا اور میری دعا سنی اور جب مَیں نے اس پر بددعا کی کہ تو خدا نے مجھے بشارت دی کہ وہ 6 سال کے اندر ہلاک ہوجائے گا۔ یہ ان کے لئے ایک نشان ہے جو سچے مذہب کو ڈھونڈتے ہیں۔

سوال: جو لوگ رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان کے متعلق خدا تعالیٰ کیا فرماتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ یُؤۡذُوۡنَ اللّٰہَ وَرَسُوۡلَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّلَہُمۡ عَذَابًا مُّہِیۡنًا (الاحزاب: 58) یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا میں بھی لعنت ڈالی ہے اور آخرت میں بھی اور اس نے ان کے لئے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔

سوال: ہمیں ان لوگوں کو کس طرح سمجھانا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس قسم کی حرکت کرنے والوں کو سمجھاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محاسن بیان کرو، دنیا کو ان خوبصورت اور روشن پہلوؤں سے آگاہ کرو جو دنیا کی نظر سے چھپے ہوئے ہیں اور اللہ سے دعا کرو کہ یا تو اللہ تعالیٰ ان کو ان حرکتوں سے باز رکھے یا پھر خود ان کی پکڑ کرے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے اپنے طریقے ہیں وہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کس طریقے سے کس کو پکڑنا ہے۔

سوال: دفاعی جنگ کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر کون سی آیت نازل ہوئی؟

جواب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَقَاتِلُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ الَّذِیۡنَ یُقَاتِلُوۡنَکُمۡ وَلَا تَعۡتَدُوۡا ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُعۡتَدِیۡنَ (البقرۃ: 191) کہ اے مسلمانو! لڑو اللہ کی راہ میں جو تم سے لڑتے ہیں مگر زیادتی نہ کرو یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

سوال: ایک احمدی کا کیا ردعمل ہونا چاہئے جب ہم ایسی ناپاک باتیں سنیں اور دیکھیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ہمارا ردّعمل ہمیشہ ایسا ہونا چاہئے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم اور اسوہ نکھر کر سامنے آئے۔ قرآن کریم کی تعلیم نکھر کر سامنے آئے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عشق رسولؐ کی غیرت کے متعلق حضور انور نے کیا فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عشق رسولؐ کی غیرت پر دو مثالیں دیتا ہوں۔ پہلی مثال عبداللہ آتھم کی ہے جو عیسائی تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق اپنے انتہائی غلیظ ذہن کا مظاہرہ کرتے ہوئے دجّال کا لفظ نعوذ باللہ استعمال کیا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اسلام اور عیسائیت کے بارے میں ایک مباحثہ بھی چل رہا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ سو میں پندرہ دن تک بحث میں مشغول رہا، بحث چلتی رہی اور پوشیدہ طور پر آتھم کی سرزنش کے لئے دعا مانگتا رہا۔ یعنی جو الفاظ اس نے کہے ہیں اس کی پکڑ کے لئے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جب بحث ختم ہوئی تو مَیں نے اس سے کہا کہ ایک بحث تو ختم ہوگئی مگر ایک رنگ کا مقابلہ باقی رہا جو خدا کی طرف سے ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی کتاب ''اندرونہ بائیبل'' میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دجّال کے نام سے پکارا ہے۔ اور مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صادق اور سچا جانتا ہوں اور دین اسلام کو مِنجانب اللہ یقین رکھتا ہوں۔ پس یہ وہ مقابلہ ہے کہ آسمانی فیصلہ اس کا تصفیہ کرے گا۔ اور وہ آسمانی فیصلہ یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے جو شخص اپنے قول میں جھوٹا ہے اور ناحق رسول کو کاذب اور دجال کہتا ہے اور حق کا دشمن ہے وہ آج کے دن سے پندرہ مہینے تک اس شخص کی زندگی میں ہی جو حق پر ہے ہاویہ میں گرے گا بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے۔ یعنی راستباز اور صادق نبی کو دجال کہنے سے باز نہ آوے اور بے باکی اور بدزبانی نہ چھوڑے۔ یہ اس لئے کہا گیا کہ صرف کسی مذہب کا انکار کردینا دنیا میں مستوجب سزا نہیں ٹھہرتا بلکہ بے باکی اور شوخی اور بدزبانی مستوجب سزا ٹھہرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جب مَیں نے یہ کہا تو اس کا رنگ فق ہوگیا، چہرہ زرد ہوگیا اور ہاتھ کانپنے لگے تب اس نے بلا توقف اپنی زبان منہ سے نکالی اور دونوں ہاتھ کانوں پر دھر لئے اور ہاتھوں کو مع سر کے ہلانا شروع کیا جیسا ایک ملزم خائف ایک الزام کا سخت انکار کرکے توبہ اور انکسار کے رنگ میں اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے اور بار بار کہتا تھا کہ توبہ توبہ مَیں نے بے ادبی اور گستاخی نہیں کی۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24/مارچ 2024ء بروز اتوار 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد پناہ باجوہ صاحب (جماعت روہیمپٹن ۔ یوکے)

16/مارچ 2024ء کو 96 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کا فورٹ عباس کے ایک گاؤں سے تعلق تھا جہاں قیام کے دوران آپ کو کثرت کے ساتھ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، چندوں میں باقاعدہ، خلافت کے ساتھ عقیدت کا تعلق رکھنے والی ایک نیک اور مخلص بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور چندہ وصیت اپنی زندگی میں ہی ادا کر دیا تھا۔ پسماندگان میں ۳ بیٹے اور ۵ بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحومہ مکرم منیر احمد بسمل صاحب (مربی سلسلہ) کی تایازاد بہن اور مکرم غلام احمد خادم صاحب (مربی سلسلہ) کی پھوپھی اور مکرم خلیل احمد تنویر صاحب (مربی سلسلہ کینیڈا) کی خالہ تھیں۔ آپ اپنے بیٹے مکرم مبشر احمد باجوہ صاحب کے پاس رہائش پذیر تھیں۔ مرحومہ مکرم زاہد محمود باجوہ صاحب اور مکرم بشارت احمد سرویا صاحب کی ساس تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ بشریٰ صدیقہ صاحبہ اہلیہ مکرم چودھری کمال محمد بقاپوری صاحب مرحوم (ربوہ)

2/مارچ 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نیک، مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصیہ تھیں۔ آپ مکرم سردار عبد الحق شاکر صاحب (واقف زندگی وکالت مال اوّل) کی بیٹی اور مکرم مقبول احمد ذبیح صاحب (مربی سلسلہ) کی ہمشیرہ اور مکرم مجیب احمد طاہر صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ کی پھوپھی اور مکرم منظور احمد صاحب (صدر جماعت Spen Valley یوکے) کی والدہ تھیں۔ آپ کے ایک نواسے عزیزم زید بن خالد جامعہ احمدیہ ربوہ میں زیر تعلیم ہیں۔

(2) مکرم شیخ عبدالمجید صاحب ابن مکرم شیخ عبدالرب صاحب (جرمنی)

19/دسمبر 2023ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم شیخ عبدالقادر صاحب (محقق لاہور) کے بھائی اور مکرم شیخ عبدالقادر صاحب (سوداگرمل) کے برادر نسبتی اور مکرم مبارک احمد نذیر صاحب مرحوم (سابق مشنری انچارج کینیڈا) کے ماموں تھے۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ ۱۹۰۹ء میں آپ کے والد کے ذریعہ ہوا جن کا تعلق ہندوؤں کی کھتری بِھل ذات سے تھا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی تبلیغ کرتے ہوئے گزاری۔ جماعت کے خلاف ہر اعتراض کا حکمت عملی سے جواب دیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرم سید جماعت علی شاہ صاحب (ربوہ) ابن مکرم سید محمد حسین صاحب مرحوم (سابق پنشنر قادیان)

7/فروری 2024ء کو 90 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے پاکستان ہجرت کے بعد کم وبیش چالیس سال تک صدر انجمن احمدیہ کے دفاتر اصلاح وارشاد، خزانہ اور بیت المال میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نماز باجماعت اور تلاوت قرآن کریم کے پابند، سادہ مزاج، ہمدرد، مخلص، باوفا بزرگ انسان تھے۔ خلافت کے ساتھ عقیدت کا گہرا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔

(4) مکرم ڈاکٹر عبدالمومن خلیفہ صاحب ابن مکرم خلیفہ عبدالرحیم صاحب (کینیڈا)

10/فروری 2024ء کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت خلیفہ نورالدین جمونی صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے جنہوں نے سری نگر کشمیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی دریافت اور اس سلسلہ میں بنیادی تحقیق میں حصہ لیا تھا۔ مرحوم نے اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد کراچی میں فضل عمر چیریٹی کلینک قائم کیا۔ پھر مزید تعلیم کے لیے کینیڈا چلے گئے اور میڈیکل انٹرنشپ مکمل کی اور گورنمنٹ کے صحت عامہ شعبہ میں کام شروع کیا۔ کینیڈا آتے ہی مانٹریال جماعت کے پہلے صدر مقرر ہوئے اور بعدازاں کئی اَور خدمات کی توفیق بھی پائی۔ آپ ایک طویل عرصہ تک احمدیہ مسلم میڈیکل ایسوسی ایشن کینیڈا کے صدر اور بانی رکن بھی رہے۔ آپ ایک سرگرم داعی الی اللہ بھی تھے اور آپ کے تمام رابطے انہیں انتہائی قابل فخر احمدی مسلمان کے طور پر جانتے تھے۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(5) مکرمہ شفالی بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالحکیم صاحب (معلم وقف جدید جماعت بنگلہ دیش)

8/اکتوبر 2023ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے 2002ء میں احمدیت قبول کی تھی۔ قبول احمدیت کے بعد ثابت قدمی سے ہر مشکل کا مقابلہ کیا۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، نیک اور ملنسار خاتون تھیں۔ مہمان نوازی ان کا خاص وصف تھا۔ جماعتی کاموں میں زیادہ سے زیادہ شرکت کرتی تھیں اور بچوں کو بھی اس کی ترغیب دلاتی تھیں۔ مرحومہ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ مرحومہ نے لجنہ اماء اللہ کوڈا (Kodda) کی سیکرٹری اشاعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی اور اس کے علاوہ دوسروں کے کاموں میں بھی مدد کرتی رہیں۔ مرحومہ احمدی اور غیر احمدی پڑوسیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتی تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی کا تعلق تھا۔ اپنے بچوں کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ ان کے اکلوتے بیٹے عزیزم معروف احمد جامعہ احمدیہ بنگلہ دیش میں پڑھ رہے ہیں۔

(6) مکرم محمد الیاس صاحب

(جماعت Freinsheim ۔ جرمنی)

30/دسمبر 2023ء کو 67 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے مقامی سطح پر قائد مجلس، زعیم انصار اللہ اور صدر جماعت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، مالی قربانی میں پیش پیش، جماعتی پروگراموں میں باقاعدہ شامل ہونے والے، بڑے ہمدرد، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔ ☆......☆

بقیہ حضور انور کے بصیرت افروز جوابات از صفحہ نمبر 2

شکل پر حضرت جبرائیل متمثل ہو کر ظاہر ہوتے تھے اور جیسا کہ حضرت مریم کے لیے فرشتہ متمثل ہوا تو کوئی اعتراض پیدا نہ ہوتا اور دوام نعم القرین پر کوئی شخص جرح نہ کر سکتا اور تعجب تو یہ ہے کہ ایسا خیال کرنے میں قرآنِ کریم اور احادیث صحیحہ سے بالکل یہ لوگ مخالف ہیں قرآن کریم ایک طرف تو ملائک کے قرار اور اثبات کی جگہ آسمان کو قرار دے رہا ہے اور ایک طرف یہ بھی بڑے زور سے بیان فرما رہا ہے کہ روح القدس کامل مومنوں کو تائید کے لیے دائمی طور پر عطا کیا جاتا ہے اور اُن سے الگ نہیں ہوتا گو ہر یک شخص اپنے فطرتی نور کی وجہ سے کچھ نہ کچھ روح القدس کی چمک اپنے اندر رکھتا ہے مگر وہ چمک عام لوگوں میں شیطانی ظلمت کے نیچے آجاتی اور ایسی دب جاتی ہے کہ گویا اُس کا کچھ بھی وجود نہیں۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 93 تا 97)

اپنی عربی تصنیف حمامة البشریٰ میں ملائکہ کے آسمان پر اپنے مقررہ مقام پر قائم رہنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے اذن سے دنیا میں نزول کرنے کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

ہم قرآن کریم میں ایک بھی آیت ایسی نہیں پاتے جو اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہو کہ فرشتے اپنے مقامات کو کسی وقت چھوڑ دیتے ہیں بلکہ قرآن کریم اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ وہ ان مقامات کو جن پر اللہ تعالیٰ نے انہیں قائم کیا ہے نہیں چھوڑتے اور اس کے باوجود وہ زمین پر اترتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اذن سے زمین والوں سے ملاقات کرتے ہیں اور مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ کبھی تو وہ انبیاء کے لیے بنی آدم کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی وہ نور کی طرح نظر آتے ہیں اور کبھی ان کو اہل کشف بچوں اور بے ریش نوجوانوں کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے زمین میں ان کے اصلی وجودوں کے علاوہ نئے وجود اپنی لطیف اور محیط قدرت سے پیدا کر دیتا ہے اور اس کے ساتھ ہی آسمانوں میں بھی ان کے اجسام ہوتے ہیں اور وہ ان سماوی اجسام سے علیحدہ نہیں ہوتے اور اپنے مقامات سے نہیں ہٹتے اور انبیاء پر اور دوسرے سب لوگوں کی طرف جن کی طرف وہ بھیجے جاتے ہیں، نازل ہوتے ہیں لیکن وہ اپنے اصل مقامات کو نہیں چھوڑتے اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے۔ (ترجمہ از عربی عبارت حمامة البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 273)

پس خلاصہ کلام یہ کہ ملائکہ اپنے اصل وجود کے ساتھ آسمان پر اپنے مقررہ مقام پر بھی قائم رہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی بنا پر اور اسی کے اذن سے اپنے ظلی وجودوں کے ساتھ دنیا میں بھی نازل ہوتے ہیں۔

سوال: پاکستان سے ہی ایک اَور دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں لکھا کہ بہت سے احمدی احباب تحریک جدید اور وقف جدید کی مد میں آنحضرت ﷺ کے نام پر، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام پر یا وفات شدگان کے نام پر مالی چندہ دیتے ہیں تو اس مالی چندہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہ بھی ویسا ہی نہیں ہے جس طرح غیر احمدی اپنے مرحومین کو ثواب پہنچانے کے لیے نذر و نیاز اور صدقہ کرتے ہیں، دیگیں چڑھاتے ہیں، فاتحہ خوانی کرتے ہیں، چالیسواں مناتے ہیں، عرس مناتے ہیں۔ یعنی جب متوفی کا عمل ہی ختم ہو گیا، اعمال نامہ ہی بند ہو گیا اور مزید نیک عمل ممکن ہی نہیں تو ورثاء کا ان کے نام پر دیا گیا مالی چندہ کیسے فائدہ پہنچائے گا؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 10/جنوری 2023ء میں ان امور کے بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: ۸) یعنی یہ رسول جو کچھ تمہیں علم و معرفت عطا کرے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو۔

جہاں تک وفات شدگان کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنے اور دینی مالی تحریکات میں ان کی طرف سے حصہ لینے کا تعلق ہے تو یہ امر آنحضور ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے کئی صحابہ کو ان کے پیاروں کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنے اور بعض ایسی نیکیاں بجالانے کی اجازت عطا فرمائی جن کا وہ وفات یافتگان اپنی زندگی میں ارادہ کر چکے تھے، لیکن کسی مجبوری کی بنا پر اسے بجا نہ لا سکے۔

لہٰذا وفات یافتگان کی طرف سے بعض نیکیاں بجالانے پر وفات کے بعد بھی ان فوت شدہ لوگوں کو ثواب پہنچ جاتا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو تین چیزوں کے علاوہ اس کا عمل موقوف ہو جاتا ہے ایک صدقہ جاریہ۔ دوسرا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں۔ اور تیسرا نیک بخت اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔ (صحیح مسلم کتاب الوصیة بَابُ مَا يَلْحَقُ الْإِنْسَانَ مِنَ الثَّوَابِ بَعْدَ وَفَاتِهِ)

اسی طرح حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سات چیزیں ایسی ہیں جن کا اجر بندہ کے لیے جاری رہتا ہے اس حال میں کہ وہ مرنے کے بعد اپنی قبر میں ہوتا ہے۔ جس نے علم سکھایا یا نہر کھدوائی یا کنواں کھدوایا یا کھجور کا درخت لگایا یا مسجد تعمیر کی یا قرآن شریف ترکہ میں چھوڑا یا ایسی اولاد چھوڑی جو اس کی وفات کے بعد اس کے لیے استغفار کرے۔ (شعب الایمان للبیہقی، الاختیار فی صدقة التطوع باب سبعة یجری للعبد أجرهن وهو فی قبره بعد موته)

کسی فوت شدہ عزیز کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنے کے بارے میں حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن عبادہؓ کی والدہ کا انتقال ہوا جبکہ وہ ان کی خدمت میں حاضر نہیں تھے۔ چنانچہ انہوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے اور میں اس وقت موجود نہیں تھا۔ اگر میں ان کی طرف سے کوئی چیز خیرات کروں تو کیا انہیں اس کا فائدہ پہنچے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! اس پر حضرت سعدؓ نے کہا کہ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مخراف نامی باغ میری والدہ کی طرف سے خیرات ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الوصایا بَابُ إِذَا قَالَ أَرْضِي أَوْ بُسْتَانِي صَدَقَةٌ لِلّٰهِ عَنْ أُمِّي فَهُوَ جَائِزٌ وَإِنْ لَمْ يُبَيِّنْ لِمَنْ ذَالِكَ)

علاوہ ازیں بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ حضور ﷺ نے سوال کرنے والے کو اس کے وفات یافتہ عزیز کی طرف سے حج کرنے کا اور روزے رکھنے کا بھی ارشاد فرمایا۔ (صحیح بخاری کتاب الحج بَابُ الْحَجِّ وَالنُّذُورِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْأَةِ۔ کتاب الایمان والنذور بَابُ مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ، صحیح مسلم کتاب الصیام بَابُ قَضَاءِ الصِّيَامِ عَنِ الْمَيِّتِ)

وفات یافتگان کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنے کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: میّت کو صدقہ خیرات جو اس کی خاطر دیا جاوے پہنچ جاتا ہے۔ لیکن قرآن شریف کا پڑھ کر پہنچانا حضرت رسول کریم ﷺ اور صحابہؓ سے ثابت نہیں ہے۔ اس کی بجائے دعا ہے جو میّت کے حق میں کرنی چاہئے۔ میّت کے حق میں صدقہ خیرات اور دعا کا کرنا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کی سنت سے ثابت ہے۔ لیکن صدقہ بھی وہ بہتر ہے جو انسان اپنے ہاتھ سے دے جائے۔ کیونکہ اس کے ذریعہ سے انسان اپنے ایمان پر مہر لگا دیتا ہے۔ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 405 ایڈیشن 1984ء)

حضرت خلیفة المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فوت شدہ افراد کی طرف سے نیک اعمال بجالانے کے بارے میں فرماتے ہیں: انسان کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ (یہ بھی میں نے اپنے ملک کی زبان کے مطابق کہدیا۔ ورنہ باپ کا حق اوّل ہے اس لئے باپ ماں کہنا چاہیے) سے بہت ہی نیک سلوک کرے۔ تم میں سے جس کے ماں باپ زندہ ہیں وہ ان کی خدمت کرے اور جس کے ایک یا دونوں وفات پا گئے ہیں وہ ان کے لیے دعا کرے۔ صدقہ دے اور خیرات کرے۔

ہماری جماعت کے بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ مردہ کو کوئی ثواب وغیرہ نہیں پہنچتا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ ان کو غلطی لگی ہے۔ میرے نزدیک دعا، استغفار، صدقہ، خیرات بلکہ حج، زکوٰۃ، روزے یہ سب کچھ پہنچتا ہے۔ میرا یہی عقیدہ ہے اور بڑا مضبوط عقیدہ ہے۔ (اخبار الفضل قادیان دارالامان جلد 1 نمبر 25، مورخہ 3/دسمبر 1913ء صفحہ 15)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ خلیفة المسیح الاوّلؓ کی وفات کے بعد ان کی طرف سے قربانی کیا کرتے تھے اور چندہ بھی دیا کرتے تھے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں: ”حضرت خلیفة المسیح الاولؓ کی وفات پر ۴۲ سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر میں ہر قربانی کے موقع پر آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔ تحریک جدید ۱۹۳۴ء سے شروع ہے اور اب ۱۹۵۶ء ہے۔ گویا اس پر ۲۲ سال کا عرصہ گزر گیا ہے۔ شاید حضرت خلیفة المسیح الاولؓ کی اولاد خود بھی اس میں حصہ نہ لیتی ہو لیکن میں ہر سال آپ کی طرف سے چندہ دیتا ہوں تا کہ آپ کی روح کو بھی اس کا ثواب پہنچے۔ پھر جب میں حج پر گیا تو اس وقت بھی میں نے آپ کی طرف سے قربانی کی تھی اور اب تک ہر عید کے موقع پر آپ کی طرف سے قربانی کرتا چلا آیا ہوں۔ (مجلس انصار اللہ مرکزیہ کے دوسرے سالانہ اجتماع 1956ء میں خطابات، انوار العلوم جلد 25 صفحہ 468)

اس مسئلہ کے بارے میں حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا موقف یہ ہے کہ فوت شدہ کی طرف سے چندہ دیا جا سکتا ہے اور ایسی نیکیاں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے وفات کے بعد بھی ان کو کرنے سے وفات یافتہ کو ان کا فائدہ پہنچتا ہے۔ چنانچہ ایک سوال کے جواب میں آپؒ فرماتے ہیں: کسی مرنے والے کی وہ نیکیاں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے ان کی ادائیگی جاری رکھی جا سکتی ہے۔ وہ نیکیاں جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے وہ منقطع ہو جاتی ہیں۔ جس شخص نے اللہ سے جتنا تعلق رکھا اس کا حساب مرنے کے ساتھ بند ہے اور وہ نیکیاں جو عوام الناس کو فائدہ پہنچانے کے لیے وہ کیا کرتا تھا وہ جاری رہتی ہیں۔ اس لئے اس کے نام پر صدقہ جاریہ دینا، اس کے نام پر اگر وہ خدمت دین کیا کرتا تھا، وہ بھی بنی نوع انسان کے فائدہ سے تعلق رکھنے والا معاملہ ہے، چندے دیتا تھا ان کو جاری رکھنا، تو دراصل وہ بعض ایسے بارڈر لائن ہیں جو حقوق اللہ لگتے ہیں لیکن دراصل حقوق العباد سے بڑا گہرا تعلق ہے۔ اس لئے چندوں کو بھی جماعت احمدیہ کے مسلک کے مطابق انہیں چیزوں میں شامل کر لیا گیا ہے جو انفاق فی سبیل اللہ ہیں اور براہ راست حقوق اللہ کے اندر نہیں بلکہ حقوق العباد اور ان دونوں کے درمیان آتی ہیں۔ تو صدقہ خیرات ہے۔ لیکن کوئی ایسی نیکی اس کی طرف سے نہیں کی جا سکتی، کرے تو شوق سے کرے مگر اس کا فائدہ نہیں ہو گا، جس کو اس کی موت نے منقطع کیا ہو اور وہ خود (نہ۔ ناقل) کرتا رہا ہو۔ ایک آدمی غریبوں کا ہمدرد نہیں ہے، ان کے اموال لوٹتا رہا ہے اور مرنے کے بعد آپ اس کی طرف سے غریبوں کی خدمت شروع کر دیں تو وہ آپ کی خدمت ہے، جو کرنے والا ہے اس کے کھاتہ میں جائے گا لیکن اُس (مرنے والے۔ ناقل) کے کھاتہ میں نہیں جائے گا۔ اس لئے بنیادی اصول یاد رکھنا چاہیے کہ جو شخص خدمت خلق کرتا کرتا فوت ہو جائے اور اس کی تمنائیں آگے بڑھی ہوں اور موت اسے قطع کر دے، ان کو جاری کرنا یہ سنت ابرار ہے، یہ ثابت ہے کہ ان کی نیکیوں کا فائدہ ان کو پہنچے گا۔ اور بعض دفعہ ان کی اطلاع بھی اللہ تعالیٰ ان کو دیتا ہے۔ (اردو ملاقات، سوال و جواب سیشن نمبر 41، ریکارڈڈ مورخہ 23/جون 1995ء سوال نمبر 1)

پس کسی وفات یافتہ کی طرف سے صدقہ و خیرات کرنا، چندے وغیرہ دینا یا کسی ایسی نیکی کو اس کی طرف سے بجالانا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا اور وہ اسے بجالانا چاہتا تھا لیکن کسی مجبوری کی وجہ سے یا موت کے آجانے کی وجہ سے وہ اسے ادا نہ کر سکا، ایسی نیکی کو اس وفات یافتہ کی طرف سے بجالانا جائز ہے۔ لیکن جن کاموں کو آنحضور ﷺ نے نہ خود کیا اور نہ صحابہ کو کرنے کا ارشاد فرمایا، ان سے ہمیں بھی کلیۃً اجتناب کرنا چاہیے۔ کیونکہ کسی ایسے کام کو جاری کرنے کی کوشش کرنا جو قرآن، سنت اور احادیث سے ثابت نہیں، وہ بدعت کے زمرہ میں آتا ہے جس کے بارے میں حضور ﷺ نے بہت سخت انذار فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ۔ (صحیح بخاری کتاب الصلح بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَى صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ) یعنی جس کسی نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا نیا کام شامل کیا جو اس کا حصہ نہیں تو وہ قابل ردّ ہو گا۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 06 اپریل 2024)

eTAX SERVICE | GST Suvidha Kendra

Reyaz Ahmed
GST Consultant/TRP
H.O. F-43A School Road
Khanpur, New Delhi - 110062
www.etaxservice.in
reyaz.reyaz@gmail.com
98178 97856
92780 66905

Our Services
Income Tax Filling
GST Reg. & Return Filling
Pvt. Ltd. Reg. and Accounting Services
Trade Mark and Logo Reg. Services
FSSAI Licence for Food Vendors
MCD License
GeM and Procurement Reg.
Import Export Code

طالبِ دعا : ریاض احمد وافراد خاندان (جماعت احمدیہ دہلی)

هوالشافی

N D QAMAR HERBAL & UNANI CLINIC
(Treatment for all kinds of Chronic Diseases)
SINCE 1980
Near Khilafat Gate Qadian (Punjab)
contact no : +91 99156 02293
email : qamarafiq81@gmail.com
instagram : qamar_clinic

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے ۔(سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان)

مسل نمبر 11768: میں زلیخہ خاتون زوجہ مکرم مبارک احمد خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 14 دسمبر 1989 تاریخ بیعت 1999 موجودہ پتہ: جماعت بھوانی ضلع بھوانی صوبہ ہریانہ مستقل پتہ: موسیٰ بنی ضلع یوربی سنگھ بھوم جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر 45 ہزار روپے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : علی نواز احمد الامۃ : زلیخہ خاتون گواہ : عمر عبدالقدیر

مسل نمبر 11769: میں سُمِت خان ولد مکرم رفیق خان صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش یکم جنوری 2001 تاریخ بیعت 2000 ساکن: دنود تحصیل توشام ضلع بھوانی صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 600 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : مسرور احمد خان العبد : سُمِت احمد خان گواہ : یاسین سرور صاحب

مسل نمبر 11770: میں انور ولد مکرم رفیع محمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ مزدوری عمر 25 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن دنود تحصیل توشام ضلع بھوانی صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 7 مئی 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از مزدوری ماہوار 6000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : سرور احمد خان العبد : انور گواہ : یاسین سرور

مسل نمبر 11771: میں Atham Rihana زوجہ مکرم کلیم اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 13 فروری 1984 تاریخ بیعت 2000 ساکن: 4/355، 9th سٹریٹ ایم ایم ڈی اے کالونی، maduravoyal چنئی صوبہ تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18 جنوری 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: kdm 916 چین 8 گرام، کان کی بالیاں 2 گرام 22 کیریٹ بطور حق مہر۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : وائی ظفر اللہ احمد الامۃ : Atham Rihana گواہ : ایس ادریس احمد

مسل نمبر 11772: میں عامر خان ولد مکرم سرور خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت (فوٹو گرافر) تاریخ پیدائش 27 جون 1990 تاریخ بیعت 2003 ساکن: برہی کالان (93) چرکھی دادری صوبہ ہریانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از فوٹو گرافی ماہوار 8000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : عمر عبدالقدیر العبد : عامر خان گواہ : رضا علی

مسل نمبر 11773: میں شیخ عمران احمد ولد مکرم شیخ طاہر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 31 سال پیدائشی احمدی ساکن سالندی بائی پاس بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 13000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : شیخ طاہر احمد العبد : شیخ عمران احمد گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11774: میں شیخ مذکر احمد ولد مکرم شیخ مولیٰ صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ویلڈنگ میکینک عمر 46 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈہانی گڑیا چرمپا بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔تین ڈسمل پلاٹ اس پر ایک تعمیر شدہ مکان ہے جس کا کھاتہ نمبر 78/127 ہے۔پلاٹ نمبر 1120/2754/9103 موجا مٹھ ساہی بھدرک میں واقع ہے۔اسکی موجودہ قیمت 9 لاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 10000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار العبد : شیخ مذکر احمد گواہ : حمید احمد شاہ

مسل نمبر 11775: میں انور احمد خان ولد مکرم عبدالحکیم احمد خان صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 49 سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ بابو ساہی پرانا بازار بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔والد صاحب کا ترکہ 6 ڈسمل زمین اور ایک پختہ مکان ہے جسکے ہم چار بھائی اور پانچ بہنیں شرعی حصہ دار ہیں۔پلاٹ اور مکان کی موجودہ قیمت 48 لاکھ روپے ہے۔پلاٹ ھذا کا کھاتہ نمبر 664/23 پلاٹ نمبر 988/1394 موجا باجے ٹول بھدرک۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 12000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : سرور احمد خان العبد : انور احمد خان گواہ : محمد افتخار

مسل نمبر 11776: میں شیخ جابر حسین ولد مکرم شیخ شیر علی صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ کاروبار عمر 57 سال تاریخ بیعت 1988 ساکن چھڑاک محلہ پرانا بازار بھدرک صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 25 اپریل 2024 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک بلڈنگ رقبہ 7 ڈسمل کھاتہ نمبر 207۔پلاٹ 388 بمقام موجا اڑنگ (سورو)، پلاٹ مع بلڈنگ موجودہ قیمت 70 لاکھ روپے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار 20000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد افتخار العبد : شیخ جابر حسین گواہ : حمید احمد شاہ

مسل نمبر 11777: میں کنی بی بی زوجہ مکرم شیخ مختار صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن سنگار پور ضلع بالاسور صوبہ اڈیشہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 اپریل 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی ۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: ایک عدد چین، ایک جوڑی کانٹے ، ایک عدد ناک کا پھول (وزن 10 گرام 22 کیریٹ) زیور نقرئی: پانچ تولہ۔حق مہر 60125 روپے بذمہ خاوند۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی ۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : شیخ مختار الامۃ : کنی بی بی گواہ : محمد افتخار

Our Moto
Your
Satisfaction
MUBARAK TAILORS
کوٹ پینٹ، شیروانی، شلوار قمیض اور vase coat کی سلائی کیلئے تشریف لائیں
Prop. : Hifazat, Sadaqat (Delhi Bazar, Shop No.33) Qadian
Contact Number : 9653456033, 9915825848, 8439659229

Zaid Auto Repair
زید آٹو رِپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Ayenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

EDITOR MANSOOR AHMAD Mobile. : +91 82830 58886 e -mail : badrqadian@rediffmail.com website : www.akhbarbadr.in www.alislam.org/badr	REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57 ہفت روزہ بدر قادیان Weekly **BADAR** Qadian Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 73 Thursday 11 - July - 2024 Issue. 28	MANAGER SHAIKH MUJAHID AHMAD Mobile : +91 99153 79255 e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

غزوہ بَدۡرُ الۡمَوۡعِدۡ اور غزوہ دُومَۃُ الۡجَنۡدَل کے حالات وواقعات کا ایمان افروز تذکرہ

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 05/جولائی 2024ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج دو غزوات کا ذکر کروں گا۔ پہلے غزوے کا نام ہے غزوہ بدر الموعد جو چار ہجری میں ہوا۔ یہ غزوہ بدر الموعد، بدر الثانیہ، بدر الآخرہ اور بدر الصغریٰ کے ناموں سے معروف ہے۔ یہ غزوہ چار ہجری میں ماہِ شوال کے آخر میں ہوا۔

اس غزوہ کا سبب یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب جب غزوہ احد سے واپس پلٹا تو اس نے باآواز بلند کہا تھا کہ آئندہ سال ہماری اور تمہاری ملاقات بدر کے مقام پر ہوگی۔ ہم وہاں جنگ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر کو فرمایا کہ اسے کہو کہ ہاں انشاء اللہ۔ بدر مدینہ کے جنوب مغرب میں ایک سو پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ کہنے کو تو ابوسفیان نے غرور میں آکر یہ اعلان کر دیا تھا لیکن اب جوں جوں وعدے کا وقت قریب آ رہا تھا ابوسفیان مقابلے سے کترانے لگا تھا لیکن ظاہر یوں کر رہا تھا کہ وہ ایک بہت بڑا لشکر لے کر آپ پر حملہ آور ہونے کی تیاری کر رہا ہے تاکہ یہ خبر اہل مدینہ تک پہنچ جائے اور عرب کے دیگر حصوں میں بھی پھیل جائے اور مسلمانوں کو اس سے خوف زدہ کیا جا سکے۔ اسی دوران بنو اشجع سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نعیم بن مسعود مکہ گیا۔ اس نے بعد میں اسلام بھی قبول کر لیا تھا اس نے وہاں ابوسفیان سے ملاقات کی اور کہنے لگا کہ مسلمان بڑے زور وشور سے حملہ آور ہونے والے ہیں۔ دیکھو تم نے خود مقابلہ کے لئے پکارا تھا اب اس وعدے کا وقت قریب آ گیا ہے لہٰذا تم میدان کارزار میں اپنے جوہر دکھاؤ۔ ابوسفیان بات ٹالتے ہوئے کہنے لگا کہ اے نعیم تم جانتے ہو کہ ہمارے علاقے میں قحط سالی ہے۔ عرصہ دراز سے بارش نہیں ہوئی۔ پانی کے تالاب خشک ہیں چراگاہوں میں مویشی اور سواری کے جانوروں کے لئے گھاس کا تنکا تک نہیں۔ ہر طرف رزق کی تنگی ہے لہٰذا عقلمندی اسی میں ہے کہ ہم یہ دن گزار لیں اس کے لئے تم اہم کردار ادا کر سکتے ہو۔ تم مدینہ جا کر لوگوں کو ہمارے عزائم اور افرادی قوت کے متعلق بڑھا چڑھا کر معلومات دو اور اسے خوب مشہور کرو تاکہ مسلمان خود ہی ڈر کے مارے بدر کی طرف نہ آئیں۔ نعیم نے کہا اس کے بدلے میں مجھے کیا دو گے۔ ابوسفیان نے بیس اونٹوں کی پیشکش کی جو نعیم نے بخوشی قبول کر لی۔ نعیم نے رخت سفر باندھا اور مدینہ کی طرف چل پڑا۔ وہ فوراً مدینہ پہنچنا چاہتا تھا کہ کہیں اسلامی لشکر مدینہ سے چل نہ پڑے۔ چنانچہ جب وہ مدینہ پہنچا تو مسلمان بڑے جوش وخروش سے جہاد کی تیاری میں مصروف تھے۔ مدینہ پہنچ کر نعیم نے ایسی مہارت سے اپنی مہم چلائی کہ چند ہی روز میں مدینہ کی فضا خوف و ہراس سے مسموم ہو گئی۔ نعیم بن مسعود کی چال کارگر ثابت ہوئی کمزور ایمان والے مسلمان اس کی افواہوں سے واقعی مرعوب ہو گئے۔ ہر مجلس میں ابوسفیان کے لشکر جرار اور خوفناک تیاری کا ذکر ہوتا تھا۔ دوسری طرف حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اصرار کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جنگ پر روانگی کا مشورہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وعدہ کے مطابق ہمیں ضرور نکلنا چاہئے۔ یہ جذبات سن کر آنحضرت ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ضرور نکلوں گا خواہ میرے ساتھ ایک فرد بھی نہ نکلے۔ مسلمانوں نے رسول اللہ ﷺ کا عزم اور ہمت اور حوصلہ دیکھا تو خوف و ہراس کی کیفیت ختم ہوگئی اور وہ جوش وخروش سے تیاری کرنے لگے۔

رسول اللہ ﷺ رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کے مخلص اور جانثار بیٹے عبداللہ کو اپنے پیچھے مدینہ کا امیر مقرر فرمایا۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا جھنڈا حضرت علی کو عطا فرمایا اور پندرہ سو صحابہ کے ہمراہ بدر کی جانب روانہ ہوئے۔ مسلمان اپنے تجارتی مال کے ساتھ نکلے۔ ذوالقعدہ کا چاند طلوع ہوا تو مسلمان میدان بدر میں پہنچ چکے تھے۔ دیکھا جائے تو مسلمان تو ابوسفیان کے ساتھ لڑائی اور مقابلے کے لئے جا رہے تھے لیکن ان کا تجارتی مال اور اسباب ساتھ لے کر نکلنا ان کی اس عزم و ہمت اور یقین پر دلالت کرتا ہے کہ ابوسفیان یا تو مقابلے پر آئے گا نہیں اور اگر آیا تو بری طرح شکست کھا کر بھاگ جائے گا اور انہی تاریخوں میں وہاں جو میلہ لگا کرتا تھا مسلمان وہاں تجارت کر کے فائدہ اٹھائیں گے اور عملاً پھر ایسا ہی ہوا۔

کفار کا لشکر ابوسفیان کی قیادت میں مکہ سے روانہ ہوا ان کی تعداد دو ہزار تھی۔ ان میں پچاس گھوڑے تھے۔ یہ لشکر وادی مرالظہران میں مجنہ نامی چشمہ پر خیمہ زن ہوا۔ مرالظہران مکہ سے بائیس کلومیٹر شمال میں ہے۔ قحط سالی کے سبب قریش کے اقتصادی حالات واقعی خراب تھے اور ان کی آمدنی کے ذرائع کم ہو گئے تھے اس لئے ان کو مقررہ وقت اور جگہ پر پہنچنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی لیکن شرمندگی کے ڈر سے اس لشکر نے کوچ کیا۔ ان کا سپہ سالار مکہ سے ہی بوجھل اور بددل تھا۔ اس نے کہا کہ اے قریش کے لوگو تمہارے لئے شادابی اور ہریالی کا سال جنگ کے لئے موزوں رہے گا تاکہ تم جانوروں کو بھی چرا سکو اور خود بھی دودھ پی سکو۔ اس وقت خشک سالی ہے لہٰذا میں واپس جا رہا ہوں تم بھی واپس چلے چلو۔ ابوسفیان کے اس فیصلے کی مخالفت کئے بغیر سب نے واپسی کی راہ لی اور کسی نے بھی سفر جاری رکھنے اور مسلمانوں سے جنگ کی رائے نہ دی۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پورے لشکر کے اعصاب پر مسلمانوں کی ہیبت چھائی ہوئی تھی۔ آنحضرت ﷺ وعدہ کے مطابق ابوسفیان کے انتظار میں بدر میں آٹھ روز قیام کرنے کے بعد مدینہ واپس آ گئے اور آپ اس غزوہ کے لئے کل سولہ راتیں مدینہ سے باہر رہے۔ دشمن مدمقابل آنے کی ہمت نہ کر سکا۔ اس کی خوب سبکی ہوئی۔ مسلمانوں کے حوصلے بلند ہوئے۔ اس علاقے کے بعض مقامی کافروں کا جھکاؤ قریش مکہ کی طرف تھا۔ آپ ﷺ نے نہایت بہادری سے ان پر اپنا عزم واضح کیا تو وہ بھی دبک گئے۔

اس غزوہ میں گو عملی لڑائی نہ ہوئی تاہم مسلمانوں کا وقار اور اعتماد بحال ہوا اور دشمن پر رعب میں خوب اضافہ ہوا۔

حضور انور نے فرمایا: دوسرا غزوہ ہے دومۃ الجندل۔ یہ ربیع الاول پانچ ہجری میں ہوا۔ دومۃ الجندل مدینہ سے تقریباً چار سو پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر مدینہ کے شمال میں شام کا سرحدی مقام تھا۔ یہاں بنو خزاعہ قبیلہ کی شاخ بنو قلب کے لوگ آباد تھے اس جگہ بہت بڑی تجارتی منڈی لگتی تھی جو بنو قلب کے زیر انتظام تھی۔ اس غزوہ کی وجہ کیا بنی، اس بارے میں لکھا ہے کہ اب تک مخالفین کے ساتھ جتنی جنگی مہمات ہوئیں وہ کم وبیش مدینہ اور حجاز کے علاقے تک ہی محدود تھیں اور یہ پہلی مہم تھی کہ جو مدینہ سے دور کم وبیش پندرہ دنوں کی مسافت پر رومی سلطنت کے صوبہ شام کی سرحدوں کے قریب وقوع پذیر ہونے جا رہی تھی۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ مسلمانوں سے پے در پے شکست کھانے اور مسلمانوں کے بڑھتے ہوئے رعب کو محسوس کرتے ہوئے دشمنان دین کسی ایسے موقع کی تلاش میں تھے کہ اسلام اور مسلمانوں کو جڑ سے ہی ختم کر دیا جائے۔ اس پر عمل کرنے کے لئے مدینہ کے انتہائی شمال میں شام کی سرحد سے ملحق دومۃ الجندل کے گرد قبائل نے اسلامی ریاست کو چیلنج کرتے ہوئے ایک بڑا لشکر ترتیب دینا شروع کر دیا۔ یہ لوگ تجارتی قافلوں کو لوٹ لیتے تھے۔ جو مسلمان ہاتھ لگتا اسے اذیتیں دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو دومۃ الجندل کے ان قبائل کی تمام حرکتوں کی خبر دی گئی تو فیصلہ ہوا کہ قبل اس کے کہ دومۃ الجندل کے قبائل کوئی بڑی فوج تیار کر کے مدینہ پر چڑھائی کر دیں بہتر ہے کہ ان کے علاقے میں پہنچ کر انہیں اس طرح بکھیر دیا جائے کہ وہ مدینہ پر لشکرکشی سے باز رہیں اور تجارتی قافلے امن سے شام پہنچ سکیں۔

چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو نکلنے کا حکم دیا آپؐ ایک ہزار صحابہ کرام کا لشکر لے کر روانہ ہوئے۔ آپؐ رات کو سفر کرتے اور دن بھر پوشیدہ رہتے۔ بنو عذرہ کا ایک شخص راستہ بتانے کے لئے آپ کے ساتھ تھا۔ وہ ایک ماہر راستہ بتانے والا تھا۔ اس نے سفر کے لئے غیر مانوس راستہ اختیار کیا تاکہ دشمن کو خبر نہ ہو۔ جب رسول اللہ ﷺ دومۃ الجندل کے قریب پہنچے تو راستہ بتانے والے نے کہا یہ بنو تمیم کی چراگاہ ہے یہاں ان کے اونٹ اور مویشی ہیں آپ یہاں ٹھہریں میں معلومات لے کر آتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے وہ معلومات لینے کے لئے گیا اور وہاں چوپایوں اور بکریوں کے آثار دیکھ لئے اور یہ بھی کہ وہ اپنی پناہ گاہوں میں چھپے ہوئے تھے پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس واپس آیا اور خبر دی کہ وہ ان کی جگہیں پہچان چکا ہے رسول اللہ ﷺ نے حملہ کیا مگر وہ لوگ بھاگ گئے۔ آنحضرت ﷺ نے وہاں چند دن قیام کیا اور مختلف گروہ ارد گرد بھیجے۔ اسلامی دستے بحفاظت آپ کے پاس واپس پہنچے۔ ہر گروہ کچھ اونٹ لے کر آیا لیکن انہیں کوئی آدمی نہ ملا۔ صرف حضرت محمد بن مسلمہ ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے اس کے ساتھیوں کے بارے میں دریافت فرمایا تو اس نے کہا کہ گذشتہ رات جب انہوں نے سنا کہ آپ نے ان کے جانور پکڑ لئے ہیں تو وہ بھاگ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہو گیا۔

دومۃ الجندل سے واپسی کے بارے میں لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تقریباً تین دن کے قیام کے بعد تمام لشکر کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ ہو کر بیس ربیع الثانی کو مدینہ واپس تشریف لے آئے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ یہ غزوہ اس رنگ میں پہلا غزوہ تھا کہ اس کی غرض یا کم از کم بڑی غرض ملک میں امن کا قیام تھا۔ اہل دُومہ کا مسلمانوں کے ساتھ کوئی جھگڑا نہیں تھا وہ مدینہ سے اتنی دور تھے کہ ان کی طرف سے بظاہر یہ اندیشہ کسی حقیقی خطرہ کا موجب نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ اتنے لمبے سفر کی صعوبت برداشت کر کے مدینہ میں مسلمانوں کی پریشانی کا موجب ہوں گے۔ پس ان کے مقابلہ کے لئے پندرہ سولہ دن کا تکلیف دہ سفر اختیار کرنا حقیقتاً سوائے اس کے اور کسی غرض سے نہیں تھا کہ انہوں نے جو اپنے علاقہ میں لوٹ مار کا سلسلہ جاری کر رکھا تھا اور بے گناہ قافلوں اور مسافروں کو تنگ کرتے تھے اس کا سدباب کیا جاوے۔ پس مسلمانوں کا یہ سفر محض رفاہ عام اور ملک کی مجموعی بہبودی کے لئے تھا جس میں ان کی اپنی کوئی غرض مدنظر نہیں تھی۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا: دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا میں عمومی امن بھی قائم فرمائے وہ امن جس کی خاطر آنحضرت ﷺ نے اپنے زمانے میں بھی کوششیں کی اور آپؐ کے آنے کا یہی مقصد تھا۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ہو سکتا ہے، اس کے لئے دعاؤں کی ضرورت ہے۔ دوسرے ان مغربی ممالک میں اب مسلمانوں کے خلاف بھی مہم بہت تیز ہو گئی ہے اور آئندہ مزید تیز ہو گی۔ اس کے لئے بھی مسلمانوں کو اپنی بقا کے سامان کرنے ہوں گے۔ ایک اکائی بننا ہوگا۔ اپنی حالتوں کو بہتر کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ یہ اسے سمجھنے والے ہوں۔

مسلمان ملکوں میں سوڈان وغیرہ میں مسلمان مسلمانوں پر ظلم کر رہے ہیں اس کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بھی امن قائم کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ لیڈروں کو اپنی اناؤں اور ذاتی خواہشات کو پورا کرنے کی بجائے ملک وقوم کی خدمت کرنے والا اور امن قائم کرنے والا بنائے۔

......☆......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad